

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

## دوسرا اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 23 / جون 2013ء بروز اتوار بمطابق 13 / شعبان 1434ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	02
2	چیر مینوں کا پیئن۔	03
3	رخصت کی درخواست۔	03
4	تخمینہ جات ضمی میزانیہ بابت سال 13-2012ء ضمی مطالبات زر بابت سال 2012-13ء پر رائے شماری۔	03
5	بجٹ 2013-14ء پر مجموعی عام بجٹ۔	09

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 جون 2013ء بہ طابق 13 ربیعہ 1434ھ بردا تو اور بوقت صبح 11 بجھر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَلَا تَلِبُّوَا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ

وَأَتُوْا الزَّكُوْةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرُّكُعِينَ ﴿٧﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَنَنْهَاُونَ

أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتَلَوُنَ الْكِتَبَ ﴿٨﴾ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٩﴾

﴿پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۲ تا ۳۴﴾

ترجمہ: اور ملت ملاؤں میں غلط اور ملت چھپا و تجھ کو جان بوجھ کر۔ اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوہ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔ کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بولتے ہو اپنے آپ کو اور تم تو پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو۔  
وَمَا عَمَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

**جناب اسپیکر:** سُمْ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سیکرٹری اسمبلی روں اجلاس کیلئے چیئرمینوں کے پینٹل کا اعلان کریں۔

### چیئرمینوں کا پینٹل

**سیکرٹری اسمبلی:** بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹری 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت جناب سیکرٹری صاحب نے حسب ذیل ارکین کو اسمبلی کے اس اجلاس کیلئے علی الترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے:-

- 1۔ شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب۔
- 2۔ سردار رضا محمد بڑھ تیج صاحب۔
- 3۔ انجینئر زمرک خان صاحب۔
- 4۔ محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحب۔

**جناب اسپیکر:** سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

### رخصت کی درخواست

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب عامر نند صاحب نجی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہونے کی بناء پر انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ (رخصت کی درخواست منظور ہوئی) قائد ایوان Please take the floor. سپلینٹری بجٹ بابت سال 13-2012ء۔ روں اخراجات۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان):** Thank you Mr.Speaker. تجھیں جات ضمنی میزانیہ بابت سال 13-2012ء ضمنی مطالبات زربابت سال 13-2012ء پر رائے شماری۔

### روں اخراجات

**قائد ایوان:** مطالبہ زر نمبر 1۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 15 کروڑ 66 لاکھ 26 ہزار سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بدلسلمه م”بجزیل ایلفشنٹریشن“ برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبہ زر نمبر 1 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبہ زر نمبر 2 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبہ زر نمبر 2۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 94 لاکھ

68 ہزار 9 سوروپ سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "سٹاپ" برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 2 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 3 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 3۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 ارب روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "پشن" برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 3 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 4 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 4۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 93 لاکھ 25 ہزار 6 سوروپ سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "ایڈنفریشن آف جسٹس" برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 4 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 5 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 5۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 ارب 13 کروڑ 73 لاکھ 89 ہزار 8 سوروپ سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "پولیس" برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 5 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 6 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 6۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 59 کروڑ 40 لاکھ 52 ہزار 8 سوروپ سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "بلوجستان کا نشیمری" برداشت کرنے پڑے گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 6 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 7 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 7- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 95 لاکھ 43 ہزار 90 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مذکور ہوئے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 7 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 8 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 8- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 80 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مذکور ہوئے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 8 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 9 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 9- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 56 کروڑ 25 لاکھ 10 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مذکور ہوئے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 9 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 10 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 10- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 59 لاکھ 38 ہزار 9 سو 39 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مذکور ہوئے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 10 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 11 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 11- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 53 لاکھ 17 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مذکور ہوئے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 11 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

مطالبات زر نمبر 12 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالباتہ زر نمبر 12۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 2 لاکھ 71 ہزار 2 سو 44 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مد ”انتظامیہ کھیل و تفریجی سہولیات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالباتہ زر نمبر 12 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالباتہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالباتہ زر نمبر 13۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 46 لاکھ 65 ہزار 3 سو 11 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مد ”سامجی تحفظ و سماجی بہبود“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالباتہ زر نمبر 13 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالباتہ زر نمبر 14 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالباتہ زر نمبر 14۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 27 لاکھ 98 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مد ”خوارک“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالباتہ زر نمبر 14 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالباتہ زر نمبر 15 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالباتہ زر نمبر 15۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 46 لاکھ 70 ہزار 8 سو 48 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مد ”امداد بآہی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالباتہ زر نمبر 15 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالباتہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالباتہ زر نمبر 16۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 10 کروڑ

34 لاکھ 60 ہزار 4 سو 56 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "صنعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 16 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 17 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 17۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 33 لاکھ 46 ہزار 8 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "اسٹیشنری و طباعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 17 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 18 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 18۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 82 لاکھ 74 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "معدنی ذرائع و سائنسی شعبہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 18 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 2 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 19۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 کروڑ 57 لاکھ 25 ہزار 1 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "محکمہ ترقی نسوان" برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 19 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 20 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 20۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 19 کروڑ 23 لاکھ 86 ہزار 1 سو 40 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "انجی ڈپارٹمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 20 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

مطالبه زر نمبر 21 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 21- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 2 لاکھ 31 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بدلہ مدد ”Public Debt (discharged)“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 21 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 22 پیش کریں۔

### ترقیاتی اخراجات

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 22- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 22 کروڑ 80 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بدلہ مدد ”پیک آرڈر ریز اور سیفٹی امور“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 22 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 23 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 23- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 9 ارب 6 کروڑ 93 لاکھ 79 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بدلہ مدد ”اکنامکس سروسز“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 23 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 24 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 24- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 ارب 17 کروڑ 7 لاکھ 74 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 / جون 2013ء کے دوران بدلہ مدد ”ماہولیاتی تحفظ“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبه زر نمبر 24 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبه زر نمبر 25 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبه زر نمبر 25- میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 ارب

84 کروڑ 58 لاکھ 17 ہزار روپے سے مجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "ہاؤسگ اینڈ کیوٹنی" برداشت کرنے پڑے۔  
**جناب اسپیکر:** مطالبہ زر نمبر 25 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبہ زر نمبر 26 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبہ زر نمبر 26۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 52 کروڑ 16 لاکھ 45 ہزار روپے سے مجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "صحت" برداشت کرنے پڑے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبہ زر نمبر 26 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی) مطالبہ زر نمبر 27 پیش کریں۔

**قائد ایوان:** مطالبہ زر نمبر 27۔ میں بطور وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ، تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 62 لاکھ 65 ہزار روپے سے مجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2013ء کے دوران بسلسلہ مدد "سماجی تحفظ" برداشت کرنے پڑے۔

**جناب اسپیکر:** مطالبہ زر نمبر 27 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)  
 سپلائیٹری بجٹ حسپ روایت اس اسمبلی نے pass کر لیا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور روایت یہ ہے کہ، وہ کہتے ہیں ناں پر ای liabilities بھی لیکر پھر آگے بڑھانا ہے۔ لیکن دُرستگی کا وقت آگیا ہے۔ ابھی میری گزارش ہے آپ سب دوستوں سے کہ دُرستگی کے وقت کے دوران بہتری انشاء اللہ آئیگی۔ حسپ روایت، جو روایتیں ہیں ہماری اسمبلیوں کی، ابھی میں floor دیتا ہوں قائدِ حزبِ اختلاف مولانا واسع صاحب کو کہ وہ اپنی بجٹ تقریر 14-2013ء پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

**مولانا عبد الواسع (قائدِ حزبِ اختلاف):** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُكَ الْحُمْدَةَ وَكَفْنَى  
 وَسَلَامًا عَلَى عِبَادِ الَّذِينَ اصْطَفَيْتَ - أَمَا بَعْدُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -  
 لَا يَجِدُ مَنْكُمْ شَنَآنَ قَوْمٍ عَلَى أَلَا تَعْدِلُونَ إِنْدُلُوْ هُوَ أَقْرَبُ لِتَقْوَىٰ - صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ - جناب اسپیکر!  
 تمام اراکین اسمبلی اور حکومتی نچوں پر تشریف فرمادوست، اپوزیشن نچوں پر ہمارے بھائی اور اس معزز ایوان کے تمام اراکین! بجٹ 14-2013 وزیر اعلیٰ بلوجستان ڈاکٹر عبدالملک بلوج صاحب نے پیش کر دیا۔ بلوجستان کی تاریخ میں شاید پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا بجٹ خود پیش کر دیا ہے۔ جناب اسپیکر! بجٹ پر بحث یا

صوبائی بجٹ پر بحث شروع کرنے سے پہلے میں بلوچستان کے پس منظر پر کچھ روشنی ڈالوں گا اور اسکا منظر نامہ پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور جناب اسپیکر! میں یہ کوشش بھی کروں گا کہ بجٹ تقریر میں ہم خواہ مخواہ اس طرح ہوائی اور لائینی باتوں پر اور کوئی بازاری اور چوک والی باتیں کر کے نہ انکا کوئی ثبوت ہونہ ایکی کوئی دلیل ہو۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور جناب اسپیکر! ہم یہ کوشش کریں گے ہم نے پہلے بھی یہ واضح کر دیا تھا کہ ہم ایک ثابت اور تعمیری اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ لیکن ہماری توقع حکومتی بچوں سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی یہی تھی۔ اب تک جو ہم نے اقدامات کیے ہیں جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے پہلے ہی دن سے اپوزیشن میں میٹھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن بلوچستان کی روایات کو اور اس صوبے کے حوالے سے، اس صوبے کے اندر جن لوگوں نے ہمارے حقوق پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ جن قوتوں کی وجہ سے ہمارے حالات اور ہمارے صوبے کو پہمانہ رکھا گیا ہے۔ اور جن قوتوں کی طرف سے ہمیں ادھر دست و گریباں کیا ہوا ہے۔ تو ان قوتوں کا ہمیشہ، جب ہم اسلام آباد جاتے تھے یا وہاں فیڈرل اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔ جب ہم اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے۔ تو ہمیں یہ کہا جاتا تھا کہ ”آپ لوگوں کے درمیان صوبے کے مفاد کے حوالے سے اور صوبے کے مسائل کے حوالے سے آپ لوگوں کے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان اتفاق رائے نہیں ہے۔ آپ چھوٹی چھوٹی جماعتیں کامیاب ہو کر کے ادھر آ جاتی ہیں اور پھر ایک دوسرے کے دست و گریباں ہوتی ہیں۔ ہم کس کی بات نہیں؟ اور ہم کس کی بات پر فیصلہ کر لیں؟“ تو جناب اسپیکر! وہ حالات ہماری نظر سے گزرے تھے اور ان لوگوں کے بہانے ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ بنیادی طور پر بلوچستان کو اپنا حق نہیں دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ لہذا ان تلخ تجویزیوں کے گزر کے جناب اسپیکر! ہماری جماعت نے فیصلہ کر لیا کہ اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر اور وزیر اعلیٰ کا انتخاب جب ہوتا ہے۔ تو ہم ان پر اعتماد کر کے تاکہ ان قوتوں کو ہم ایک message دیں۔ جناب اسپیکر! جب آج جو 14-2013ء کا بجٹ پیش ہوا۔ تو جناب اسپیکر! اس بجٹ کے حوالے سے، کچھ جماعتیں اس طرح ادھر ہیں۔ ہر ایک جماعت کی اپنی الگ مصلحتیں ہیں۔ اپنے الگ منشور ہیں۔ اپنے منشور اور اپنے نظریات کی بنیاد پر انہوں نے عوام سے ووٹ لیکر کر آئی ہے۔ تو جمیعت علماء اسلام نے بھی اس آفاقی منشور کی بنیاد پر لوگوں سے ووٹ لیکر کے آئی ہے کہ جمیعت علماء کا سوچ اور منشور یہی ہے کہ بلوچستان کے جتنے بھی رہنے والے ہیں، پاکستان کے جتنے بھی رہنے والے اقوام ہیں، وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اس طرح اُنکے درمیان رشتہ ہے ایک جسم کی مانند۔ کیونکہ جسم کے جس انداز میں تکلیف ہوتا پورا جسم بیقرار ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی عضو یعنی ہاتھ یا آنکھ میں خوشحالی ہوتا پورا جسم انکے لئے

خوشحال ہوتا ہے۔ جیسے پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔ مومن کی مثال ایک جسم کی طرح ہوتا ہے۔ اگر جسم میں کہیں بھی تکلیف ہو تو پورا بدن انکے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔ اگر کہیں خوشحالی ہو تو پورا جسم پر انکے اثرات اور خوشحال نظر آتی ہے۔ تو الہذا جمعیت علماء اسلام اس نظریے اور عقیدے کی بنیاد پر وہاں اس آفاقی نظریے کی بنیاد پر لوگوں سے ووٹ لے رہی تھی۔ اور ہم نے اپنے ذور حکومت میں اور اسمبلی floor پر، جس طرح ژوب کے عوام کی خوشحالی، یہ ہم گوادر کے عوام کی خوشحالی سمجھ رہے تھے۔ گوادر کے عوام کی خوشحالی، وہ ہم لورالائی کے عوام کی خوشحالی سمجھ رہے تھے۔ لورالائی کے عوام کی خوشحالی ہم مانگیں، آواران اور خاران کے عوام کی خوشحالی سمجھ رہے تھے۔ اور آج بھی ہمارا یہی نظریہ ہے۔ جناب اسپیکر! ان تمام صورتحال میں، آج میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی کہتا ہوں کہ جناب ڈاکٹر مالک صاحب! آپ کی حکومت کیلئے، یہاں تو با تین ہو رہی ہیں۔ اور ان بالتوں کی حد تک تو ظاہر بات ہے کہ ہر ایک کو اپنے مفاد کیلئے بتیں تو کرنا پڑیگا۔ لیکن آپ کی حکومت کیلئے، جس کرسی پر آج آپ بر اجانب ہو گئے ہیں۔ تو گزشتہ حکومت نے آپ کیلئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دیں جناب اسپیکر! آج وزیر اعلیٰ صاحب نے 198 ارب روپے کا جو بجٹ پیش کر دیا۔ ایہ ان سیاسی جماعتوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ جو گزشتہ حکومت میں، گزشتہ سالوں میں، این ایف سی کے حوالے سے ہم نے جنگ لڑ کر اور تمام جماعتوں نے جو ادھر پہنچی ہوئی ہیں۔ اور اس جنگ کو اور اس جدوجہد کے نتیجے میں آپ کے پیچاں ارب روپے کا بجٹ، جو بلوجستان میں این ایف سی سے پہلے پیش ہونا تھا۔ وہ 170 ارب روپے، آج 198 ارب آپ نے پیش کر دیا۔ تو جناب اسپیکر! یہ اسی حکومت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ممکن ہو سکا۔ یہ ممکن ہو گیا کہ آپ کے بجٹ اس طرح بن گیا کہ آپ کے اوپر نہ کوئی over-draft ہے نہ کوئی قرضہ۔ آپ با قاعدہ آزادی کیسا تھا ملاز میں کیلئے، جو آج آپ نے 15% کا اعلان کر دیا۔ جناب اسپیکر! اگر یہ نہ ہوتا تو آج آپ 10% پھر وہاں جا کر کے مرکز کے دروازے پر بھیک مانگنے کے لئے کہ میرے ملاز میں میرے خلاف ہڑتاں کرتے ہیں۔ الہماں میں یہ 15% نہیں دے سکتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یہ اس سیاسی حکومت اور اسکی جدوجہد کے نتیجے میں آپ کو یہ آسانی مل گئی۔ جناب اسپیکر! ہم نے نہ صرف این ایف سی کے حوالے سے کامیابیاں حاصل کر لیں بلکہ اس حکومت نے بلوجستان کے جو ساحل و وسائل کی جو باتیں ادھر ہو رہی ہیں جو کہ ہماری ساری قوم پرست جماعتوں کا ایچنڈا بھی یہی ہوتا ہے۔ اور اسی ایچنڈے کی بنیاد پر وہ عوام کے پاس جاتی ہیں۔ تو اس حکومت نے، گزشتہ حکومت نے ان تمام ساحل اور وسائل کا تحفظ کر دیا۔ اپنی فیڈرل حکومت سے بھی ہزاروں ایکڑز میں لسیلے کے علاقے میں، جو فیڈرل گورنمنٹ نے پانچ روپے کے حساب سے allot کی تھی۔ لیکن وہ گزشتہ حکومت نے ان سے واگزار کرایا۔ اور انکو

cancel کر کے، بلوجستان کے عوام کی زمین بلوجستان کے لوگوں کے حوالہ کر کے اور انکو محفوظ بنا دیا۔ جناب اپیکر! ریکوڈ ک جو ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ یعنی کہ سات ہزار ڈالر کا ایک ذخیرہ ہے۔ تو یہ ذخیرہ جناب اپیکر! 1993ء میں اُس وقت کی کسی حکومت نے تو اونے پونے داموں ایسا معاہدہ کیا ہوا تھا کہ نہ صرف ہمارے لئے یا میری جماعت کیلئے بلکہ تمام بلوجستان کے جو رہنے والے ہیں۔ جو عوام ہیں انہوں نے انکو ناپسندیدہ قرار دیا۔ بلکہ جناب اپیکر! یہاں تک کہ اس معاہدے میں 25% Shares جو بلوجستان کیلئے مختص کئے گئے تھے۔ لیکن ان shares کے اخراجات بھی ہمارے ذمے ڈال گیا تھا۔ اور یہ وہ آسٹریلیا کمپنی یہاں نے خرچ کرنا تھا۔ پھر ہم سے سود کی مد میں اخراجات حاصل کر رہی تھی۔ تو آخر جب ہمارے ذخائر نکلے تو اُس وقت ہم انکے مقروض بن گئے تھے۔ ہمارا 25% share تو اُس میں چلے گئے تھے۔ تو جناب اپیکر! ہم نے اُن سے کہا کہ جب ہمارے shares 25% آپ کے قرضوں میں چلے گئے۔ اور آپ نے ہمارے اوپر اخراجات لائے۔ تو ہمارے خزانہ کی وہ قیمت کدھر گئی؟ ہماری سرزی میں کی قیمت کدھر گئی؟ لہذا اس بیان پر گزشتہ حکومت نے اس حکومت کے حوالہ کر دیا۔ تو ریکوڈ mining کیلئے لائسننس جو آسٹریلیا کمپنی مانگ رہی تھی۔ تو دنیا کو جناب اپیکر! یہ معلوم ہے کہ اس لائسننس کے لئے ہم نے انکو منع کر دیا۔ اور ہم نے انکار کر دیا۔ اور یہ کمپنی طاقتور کمپنی ہے۔ اس کمپنی کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں جناب اپیکر! کہ اربوں ڈالر کے حساب سے وہ یہاں سرمایہ کاری کرتی ہے۔ تو بلوجستان کے غریب عوام اور بلوجستان کے سالہا سال کا بجٹ، انکا ایک سال کا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جناب اپیکر! جا کر عدالت عظمی میں انہوں نے case کیا۔ اور ہم نے بلوجستان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کیساتھ case لڑا۔ تو جناب اپیکر! عدالت عظمی کا فیصلہ آپکے حق میں بلوجستان کے عوام کے حق میں آیا۔ اور بلوجستان کے عوام کیلئے وہ محفوظ ہو گیا۔ تو جناب اپیکر! یہ لوگ پھر جا کر international عدالت میں case کیا، وہاں بھی ہم انکے ساتھ case لڑا۔ لیکن یہ سارے حالات، اللہ نے اپنی نصرت سے، عوام کے تعادن سے اور حکومت کی ایک عزم سے کہ میں نے اپنے بچوں کیلئے، اپنی نسل کیلئے، انکا خزانہ محفوظ رکھنا ہے۔ جیسے کہ حضرت خضر نے دو تیموں کا خزانہ محفوظ رکھنے کیلئے انتظام کیا۔ تو ہم نے اور ہماری حکومت نے بھی بلوجستان کے عوام کے، اُنکے بچوں کے، انکی آنیوالی نسل کیلئے اپنا خزانہ محفوظ رکھا۔ آئندہ آنیوالی نسل انکو بھی اللہ تعالیٰ یہاں تک پہنچائے گا۔ انکو بھی اس حد تک تعلیم ہو جائیگی کہ وہ اپنا خزانہ اچھے طریقے سے نکال سکیں گے۔ تو جناب اپیکر! مجھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں سے با تین ہوڑی تھیں اور حکومت پر ازالمات لگ رہے تھے اور corruption اور commission کی ان دوستوں کی طرف سے با تین ہوڑی تھیں۔ لیکن اس

بات پر اس اُٹل حقیقت کی کسی نے بھی انکی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ کہ یہ بلوجستان کا خزانہ جب محفوظ ہو گیا۔ عدالت عظمی میں بھی ہم نے case جیت لیا اور international court of justice میں بھی ہم نے case جیت لیا۔ لیکن اسکے باوجود ایک بیان بھی کسی کا نہیں آیا کہ یہ بلوجستان کے بچوں کیلئے، انکی آگے نسل کیلئے، انکی اولاد کیلئے انہوں نے خزانہ محفوظ کر دیا۔ تو جناب اپسیکر! ایک سند والی بات ہے۔ غیر مستند بات میں نہیں کرتا ہوں۔ سابق چیف منستر بلوجستان نواب اسلم رئیسانی صاحب floor پر کہہ رہا تھا، کیونکہ میٹنگ میں بھی کہہ رہا تھا ”کہ دو کروڑ ڈالر کا مجھے Offer ہوا ہے کمپنی کی طرف سے“، لیکن انہوں نے مسترد کر کے ”کہ بلوجستان کا بینہ میں آجائیں۔ اور ہمارے ساتھ اس table پر مذاکرات کر کے، ہم اپنی ترجیحات کی بنیاد پر، جو بلوجستان کے عوام کے فائدے میں ایک معاهدہ ہو۔ اگر ہم suit کیا تو آپ سے معاهدہ کریں گے۔ نہ ہوا تو اس طرح اکیلا آپ سے بات چیت نہیں کریں گے“، جناب اپسیکر! میرے ایک Senator کے حوالے سے، جو ہماری جماعت کے Senator تھے، اسکے حوالے سے کمپنی نے ہماری جماعت سے رابطہ کر لیا۔ وہ سمجھ رہے تھے، اُنکا اندازہ یہی تھا کہ شاید اس حکومت کے دوسرا نمبر پر جمعیت علماء اسلام ہے۔ تو ہم اُنکے through a link قابو کر لیتے ہیں۔ تو رابطہ ہوا ”کہ اگر اسلام آباد میں میٹنگ کرنا چاہتے ہیں، تو بھی۔ نہ ہو تو آسٹریلیا میں۔ نہ ہو تو کینڈا میں۔ لندن میں، جہاں بھی باہر کسی country میں آپ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے میٹنگ کریں گے“، ظاہر بات ہے کہ اُنکے بھی اپنے عزم تھے۔ لیکن ہم نے اُنکو جواب دے دیا۔ ہم نے اُن سے کہہ دیا کہ بلوجستان کے عوام کا ایک ذخیرہ ہے۔ انکی نسل کا ایک ذخیرہ ہے۔ اگر بلوجستان کے عوام اور نمائندوں کے پاس آ جاتے ہیں تو آجائیں ورنہ آپ سے کسی بھی خطے میں میٹنگ ہو گی نہ بات چیت۔ تو جناب اپسیکر!! یہ خزانہ اللہ کے فضل سے آج ہم نے محفوظ کر کے آپکے ہاتھ میں دے دیا۔ لیکن اب ڈاکٹر مالک صاحب پر منحصر ہے کہ وہ آگے اُنکا تحفظ کس طرح کرتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اسی سر زمین کا ایک فرزند ہیں۔ جیسے کہ اسلام رئیسانی، جیسے کہ واسع، جیسے کہ جو بھی ہو، تو مجھے یقین ہے کہ مزید تحفظ اُنکو دینے گے۔ اور ہم اس معاملے میں اُنکے ساتھ ہوں گے۔ کہ اپنی سر زمین کا تحفظ، اپنے خزانے کا تحفظ، اپنی آگے نسل کیلئے اُنکا تحفظ کریں گے۔ تو جناب اپسیکر! یہ تمام حالات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہم اور ہماری جماعت اور ہم اس کیلئے کہ بلوجستان کے حقوق کا تحفظ۔ حتیٰ کہ جناب اپسیکر! ہم اسمبلی اور یہاں صوبائی خود مختاری، جو ہمارے تمام بلوجستانیوں کا اور تمام لوگوں کا یہی مطالبہ تھا۔ حتیٰ کہ نواب اکبر خان بگٹی کا، آخری مطالبہ بھی یہی تھا ”کہ مجھے صوبائی خود مختاری چاہیے“، لیکن اب لوگوں نے اسکو اس طرح قبول کر لیا۔ اور تمام کا یہی مطالبہ تھا اور یہی صوبائی خود مختاری یہ ہمارے منشور کا حصہ

ہے۔ اور ہم نے ادھر floor پر اپنی حد تک اگرچہ اکثریت نہیں تھی لیکن ہم نے اسمبلی floor پر منظور کر کے دنیا کے سامنے کہہ دیا، ان قوتوں کے سامنے ہم نے کہہ دیا کہ ہم اس صوبے کیلئے خود مختاری چاہتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہ تمام حالات اور مجھے اس side کے دوستوں سے بھی یہی گزارش ہے اور یہی توقع ہے کہ انکو جاری رکھتے ہوئے، یہ کریں گے۔ تو جناب اپیکر! اب جو بجٹ 14-2013ء اس پر میں آنے سے پہلے مرکزی بجٹ جو پیش ہو گیا ہے تو جناب اپیکر! یہ بھی ہمارے صوبے کے ساتھ متعلق معاملات ہیں، یہ floor پر میں لانا چاہتا ہوں۔ اور میں یہی توقع رکھتا ہوں کہ یہ سارے معاملات پر ہم ایک ہو کر کے انکو حاصل کریں گے۔ جناب اپیکر! بھلی کی سب سیڈی کی مد میں، دوسرے صوبوں کا مجھے پتا نہیں۔ لیکن ہماری زندگی کا دار و مدار اسی سب سیڈی پر ہے۔ اور گیلانی صاحب نے جب ختم کر دیا، تو ہم نے مسلسل جدوجہد اور کوششوں کے بعد دوبارہ پرویز اشرف صاحب کی حکومت میں ان سے بحال کر دیا۔ اور نوٹیفیکشن کر دیا کہ انکو بحال کر کے اور اب بھی اس بجٹ میں بھی تمام سب سیڈی یز جب ختم کر دیں تو یہاں بلوجستان کی بھلی کی سب سیڈی بھی ختم کر دی۔ تو جناب اپیکر! اب اس حوالے سے قومی اقتصادی کو نسل، بیشتر اکنا مک کو نسل کے جو مبران وہاں گئے تھے، پتا نہیں اُنکے علم میں، ظاہر بات ہے کہ آیا ہوگا۔ اور وہاں انہوں نے اسکے لئے کوشش تو کی ہوگی۔ لیکن اب بھی یہ ختم ہو گئی۔ جناب اپیکر! اسی میری بجٹ کے حوالے سے تجویز یہی ہے کہ انکو بحال کرنے کیلئے جتنی بھی جدوجہد ہو جائے۔ کیونکہ ہمارے لوگوں کی زراعت اور زندگی کا دار و مدار اسی سب سیڈی اور اسی بھلی پر ہے۔ اور اگر نہ ہو تو اسی میری تجویز یہ ہے کہ بلوجستان حکومت جو سات ارب روپے کے لگ بھگ، جو فیڈرل گورنمنٹ کی سب سیڈی کا حصہ بتتا ہے۔ وہ اپنے بجٹ میں مختص کر لیں۔ ورنہ جناب اپیکر! ہمارے لوگوں کو یہ بل ادا کرنا، میٹر کے حساب سے بل ادا کرنا، یہ ہمارے لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ تو جناب اپیکر! مرکزی حکومت نے جو ہمارے ساتھ نا انصافی کی۔ اور اسی نواز شریف صاحب سے، کیونکہ انہوں نے فلیٹ ریٹ اور یہ سب سیڈی کی عوام کیلئے منظور کی ہے۔ اب یہ واپس لینا، میں سمجھتا ہوں کہ ان کیلئے بھی نہیں ہوگا۔ تو جناب اپیکر! وہاں سے کرا کے، نہ ہو تو ان کیلئے یہ رکھ دیا جائے۔ جناب اپیکر! ہمارے ساتھ دوسری نا انصافی مرکزی بجٹ میں یہ ہوئی کہ ہم نے این ایف سی کے حاصل کرنے کے دوران، جو فارمولے کے مطابق ہم نے اپنے حاصل حاصل کر لیے۔ اور اسی دس ارب روپے، پچاس ارب روپے جو بقايا جات کے حوالے سے ہمارا عویٰ تھا، چھ سوارب روپے کا تھا۔ لیکن بالآخر معاملہ جا کر پچاس ارب روپے پر رہ گیا۔ اور جو میں نے اس وقت بھی کہا کہ ہمارا case بہت مضبوط ہے۔ اور پچاس ارب روپے ہمارے مسئلے کا حل نہیں ہیں۔ لیکن این ایف سی والوں نے،

ہمارے لوگوں نے، ان سے compromise کر کے بچپاں ارب روپے جو کہ بقايا جات کے حوالے سے، ہمیں grant کی مدیں دس، دس ارب روپے سالانہ ملنے تھے۔ اور انہوں نے وعدہ کیا ہمارے ساتھ۔ ایک سو تیس ارب۔ تو اس حوالے سے، اب میں نے جو بجٹ دیکھا ہے، مرکزی بجٹ، وہ grant مجھے نظر نہیں آئی۔ تو جناب اپیکر! یہ بھی میں ڈاکٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر نہیں ہے۔ تو اس حوالے سے، ظاہر بات ہے کہ ایک سال اگر انہوں نے یہ grant بند کر دی تو پھر یہ معاملہ اور یہ سارا معاملہ ختم ہو جائیگا۔ تو اس طرف توجہ دلانے کیلئے جناب اپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصافی اگر انہوں نے کی ہے۔ میری معلومات کے مطابق کہ grant مجھے نظر نہیں آ رہی ہے۔ تو جناب اپیکر! تیرا مسئلہ جو یہاں ہماری مرکزی حکومت یا مرکزی پی ایس ڈی پی میں، کیونکہ گیلو صاحب بھی ادھر تشریف فرمائیں۔ تو ہم نے وہاں اڑاؤ کر اجلاسوں سے بایکاٹ کر دیا۔ این ایف سی کی میٹنگ سے ہم نکل گئے۔ اور ہم نے کہا کہ پچھلے سال، اس سے پچھلے سال پینتالیس ارب ہمارے allocation تھے۔ لیکن بمشکل ہمیں دس سے پندرہ ارب روپے release ہو گئے۔ پھر اسکے بعد ہمارے allocation کو کم کر کے چالیس کر دیے۔ اب گزشتہ سال یہ پینتالیس ہو گئے۔ اب جناب اپیکر! اس سال یہ ایک سو بیس منصوبوں کیلئے جو کہ اس موجودہ سال ایک سو دس منصوبوں کیلئے پینتالیس ارب روپے allocation کے گئے تھے۔ اب آنیوالے سال میں جو 14-2013ء انہوں نے ایک سو بیس منصوبوں کیلئے تیس ارب روپے allocation رکھے گئے ہیں۔ تو جناب اپیکر! ان تیس ارب روپے میں سے، ہمارا تجربہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں پانچ ارب روپے بھی نہیں ملتے۔ کیونکہ وہ ایک چوتھائی بلکہ پانچواں حصہ بھی ہمیں نہیں دیتے۔ تو جناب اپیکر! یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومی اقتصادی کو نسل میں ڈاکٹر صاحب اور زیارت وال صاحب جب وہاں گئے تھے، تو اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہیے تھا۔ اور اب اس حکومت پر کہ جب نواز شریف صاحب وہاں کہتے ہیں ”کہ میں بلوجستان کے زخموں پر مر، ہم رکھوں گا“ تو زخم یہی ہوتا ہے، بلوجستان کے اندر احساسِ محرومی ہے۔ بلوجستان کو اپنا حق نہیں دیا جاتا۔ تو سیمیں میرے خیال ہونا یہ چاہیے تھا کہ اب پینتالیس ارب کی بجائے، بچپاں ارب روپے تک بڑھادیتے۔ تاکہ بلوجستان کے عوام مطمئن ہو جاتے۔ اور بلوجستان کے عوام یہ یقین کرتے کہ اب نواز شریف صاحب نے اس پر قدم اٹھایا ہے اس پر شروعات ہو گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے جناب اپیکر! کہ وہی رو یہ جو کہ ہمارے ساتھ یعنی صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ وہی انہوں نے۔ کیونکہ cut، cut، cut کر کے پیچھے کی طرف آ رہا ہے۔ اور ہماری پشتو میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ یہ بولی تو آ گے بڑھیں گے، پیچھے تو نہیں آ سکیں گے۔ لیکن یہ پیچھے آ گیا اسکیمیں اور پی ایس ڈی پی کا size

بڑھ گیا۔ اور وہاں allocation کم کر کے جا رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ تین چار معاملات ہیں، فیڈرل گورنمنٹ سے جو تعلق رکھتے ہیں۔ تو ان پر میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! کہ یہ معاملات اور یہ مرکزی حکومت کا ہمارے ساتھ جو روئی ہے، اسمیں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ جناب اسپیکر! اس سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تبدیلی تو نہیں آجائے بلکہ اُسی نقش قدم پر ہمیں پھر محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہمیں پھر عوام کے سامنے اس طرح پیش کرتے ہیں ”کہ میں نے تو حکومت دے دی“ کیا ہمیں حکومت مل گئی؟ پہلے بھی ایک بلوچ وزیر اعلیٰ ہوتا تھا، آج بھی ایک بلوچ وزیر اعلیٰ ہے۔ پہلے بھی ایک پشتون گورنر ہوتا تھا آج بھی ایک ایک پشتون گورنر ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر مرکزی حکومت ہمارے ساتھ کچھ کرتی ہے، تو جناب اسپیکر! وہ اپنے حصے cut لے گا کر، اپنے روئیے میں تبدیلی لائی جائے۔ دنیا کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے ”کہ پہلے مرکز کی طرف سے انکے ساتھ یہ ناالنصافی ہوتی تھی انکو اپنا حق نہیں ملتا تھا۔ اب میں نے یہ کر دیا“ جناب اسپیکر! اس amount سے جوانہوں نے allocation رکھا ہوا ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ تو پھر release بھی نہیں کرتے ہیں۔ ہماری نیشنل بائی وے کی روڑوں کی حالت آپکو معلوم ہے کہ انکی کیا حالت ہے جناب اسپیکر! تو میں سمجھتا ہوں کہ روپیوں کی تبدیلی سے بلوج چنان کے حالات ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ اگر بھی روئیہ رہا تو یہ حالات نہ ڈاکٹر مالک صاحب control کر سکتے ہیں نہ پہلے ہمارے control میں تھے نہ شاید اسکے بعد کوئی اور control کر لے۔ جب تک مرکز بلوج چنان کے بارے میں اپنے روئیے کے اندر تبدیلی نہیں لائے گا۔ تاکہ عوام کو اعتماد ہو جائے ”کہ ہمیں وہاں سے کچھ مل رہا ہے“ تو جناب اسپیکر! اب میں اپنے صوبائی بجٹ کی طرف آ رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! مجھے محمود خان اچکزئی صاحب نے ایک جملہ وہاں قومی اسمبلی میں بولا مجھے بہت پسند آیا ”کہ ڈرامے نہیں چلیں گے اب ڈرامے نہیں کرنا ہو گا“ جناب اسپیکر! تو اب میں اسی جملے سے یہ شروع کرتا ہوں کہ ڈرامے اب نہیں ہونے چاہئیں اب حقائق دنیا کے سامنے رکھنے چاہئیں۔ اور جو کچھ کہنا ہے اس پر عمل کرنا ہے تو پھر یہ معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ اگر کہنے کی حد تک ہم کتنی خوبصورت تقریر کر لیں۔ کتنی خوبصورت باتیں کر لیں۔ دنیا کے سامنے ایک، دو دن، پانچ دن، ایک مہینہ، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم عوام کو یہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ خوشخبری سناتے ہیں، وہ خوشخبری سناتے ہیں۔ لیکن جب عمل کا میدان آ جاتا ہے تو عوام ہم سے پوچھتے ہیں جناب اسپیکر! کہ اسی بنیاد پر اب ہمارا جو صوبائی بجٹ ہے، اس بجٹ میں ہماری جو حالت ہے، امن و امان، ہم کہتے ہیں کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ امن و امان ہے۔ اور دنیا بھی کہتی ہے کہ بلوج چنان کا سب سے بڑا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ اب مجھے بتائیں جناب اسپیکر! جو سولہ ارب روپے انہوں نے مختص کیئے تھے، صوبائی حکومت

نے، اس پولیس اور لیویز اور امن و امان کیلئے۔ اور آسمیں تنخواہیں جو شامل کر کے، جو تنخواہ انہوں نے بڑھا دی سولہ فیصد۔ میرے خیال میں اضافہ ہے۔ یا کتنا گز شستہ سال کے مقابلے میں۔ اب آسمیں تنخواہ بھی جب ڈال دی جائے تو جناب اپیکر! تو کیا رہ جائیگا اس اضافے میں؟ اور امن و امان کیلئے کون کہہ سکتا ہے کہ ہم نے امن و امان کی بہتری کیلئے اپنی پولیس اور لیویز کو جدید خطوط پر استوار کرنے کیلئے اتنی بڑی amount رکھی۔ جناب اپیکر! ابھی اگر جائیں، آپ خود بھی وہاں گئے ہوئے ہیں۔ اور اصلاح میں جا کر، توجہ آپکی پولیس کی گاڑی آپکے squad کرتی ہے، تو تین کلو میٹر یا چار کلو میٹر جا کر، تو کہتے ہیں ”کہ ہمارے پاس پیڑوں نہیں ہے۔ ہمارے پاس ڈیزل نہیں ہے“، اور جدید سامان اسکے پاس کیا ہوتا ہے۔ تو جناب اپیکر! جب حالات یہ ہوں۔ اور آپکے ملک ڈشمنوں کے پاس جو سائل ہیں جدید آلات اُنکے پاس ہیں۔ اور آپکی ان پرانی گاڑیوں سے یا ان پرانی لیویز سے یا یہ پانچ لیٹر ڈیزل سے۔ اور آپ ان سے مقابلہ کرتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہاں ممکن ہے۔ یہ ہونہیں سکتا ہے۔ اور اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے امن و امان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ وزیر خزانہ صاحب یعنی چیف منسٹر صاحب جب بجٹ پیش کر رہا تھا تو اس دوران انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ ہم نے سول فیصد، میرے خیال میں سولہ فیصد انہوں نے اضافے کا کہا۔ اور اب تنخواہ پندرہ فیصد بڑھا کر، تو یہ سولہ فیصد آسمیں جائیں گے۔ تو ان کو نئے خطوط پر استوار کرنے کیلئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ تو جناب اپیکر! یہ بہت کم رقم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے۔ اور ہم اپنے امن و امان پر توجہ نہ دے کر کب تک اس طرح بیٹھیں گے؟ ورنہ بیانات کی حد تک کل ان دوستوں نے جو بیانات دیئے تھے ہمارے خلاف جو انہوں نے چار جیٹ بنا یا ہے کہ ہزار برادری پر جب دھماکہ ہو گیا وہ تو ایک منصوبے کا حصہ تھا۔ اُنکی بھی مجروری تھی کہ ان کو بیانات دینا چاہیے تاکہ اتنے قتل ہو گئے، یہ کدھر ہیں، وہ کدھر ہیں۔ لیکن پھر گورنر شپ کے دوران، گورنر راج کے دوران جو کچھ ہوا۔ تو اس پر کیوں لب گشائی نہیں کر رہے تھے؟ پھر ابھی جب ڈاکٹر مالک صاحب نے حلف لینے کے ساتھ ساتھ، اغوا، اُسی طرح لاپتا افراد، اُسی طرح دھماکے اس حد تک ہو گئے جناب اپیکر! کہ اُس حکومت کے دور میں سوائے بختیار ڈوکی صاحب کے، وہ بھی کراپی میں خواتین کے ساتھ جوان پر ظلم ہوا۔ لیکن اسکے علاوہ کہیں بھی اس طرح ظلم نہیں ہوا ہے۔ جیسے کہ خواتین کے ساتھ اس دفعہ، ہماری بہنوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یونیورسٹی میں۔ تو میں سمجھتا ہوں یا ہسپتال میں جو جا کر مریضوں پر، دنیا کی کسی تاریخ میں اس طرح نہیں ہوا ہے۔ نہ اس وقت۔ لیکن اس طرح دھماکے جب ہوئے۔ تو آج بھی میں کہتا ہوں جناب اپیکر! ہم حقیقت پسند لوگ ہیں۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ کل وہ لوگ جو بیانات دے رہے تھے، وہ بھی حقیقت پر مبنی نہیں تھے۔ وہ بھی سمجھ رہے تھے

کہ یہ انکلے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ میں الاقوامی معاملہ ہے اور میں الاقوامی لوگوں کا game ہے۔ لیکن وہ سیاسی game حاصل کرنے کیلئے کر رہے تھے۔ تو ٹھیک ہے انہوں نے کر دیا۔ آج تو انکی حکومت ہے۔ ڈاکٹر صاحب محسوس نہ کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہہ دیا ”کہ نواز شریف صاحب کے حلف اٹھانے کے بعد اور میرے حلف اٹھانے کے بعد، اُسی دن لاپتا افراد کا سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ اُسی دن target killings ختم ہو جائیگی۔ اُسی دن دھماکے شما کے ختم ہو جائیں گے“، لیکن اب ان سے بڑھ کر ہو رہا ہے۔ تو جناب اپسیکر! اس طرح کی صورت حال میں ہمیں باتوں کا سہارا نہیں لینا ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کو نیچے رکھنے کی کوشش نہیں کرنی ہے۔ بلکہ ہم نے حقائق کو، جو زمینی حقائق ہیں انکو سمجھ کر اور اس طرح فیصلے کرنے ہیں۔ تاکہ دنیا بھی محسوس کر لے کہ یہ حقیقت کی بنیاد پر اب انہوں نے قدم بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جناب اپسیکر! میں ایک بات، ان باتوں کے حوالے سے اس floor پر لانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے جو تقریری کی، حلف اٹھانے کے بعد۔ تمام دنیا نے انکو سراہا۔ مجھے بھی بہت پسند آیا۔ اور اس وقت میرے خیال میں نواب شناۓ اللہ ذہری صاحب یا کسی دوست سے میں بات کر رہا تھا میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی اگر آدمی تقریر، پوری تقریر پر نہیں یعنی صرف ایک چوتھائی پر عملدرآمد ہو تو انشاء اللہ العزیز بلوج پستان کی تقدیر بدل جائیگی۔ دیکھیں جناب اپسیکر! تقریر کو تقریر کی حد تک نہیں ہونی چاہیے۔ اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہیے۔ میرے علم میں آیا ہے لیکن واللہ اعلم صحیح ہے یا غلط۔ میں کسی کی عزت یا اُنکے لیے نہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نے چھوڑ دی ہیں اس طرح کی باتیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ادھر floor پر کہہ دیا کہ آج سے secret-funds ختم ہیں۔ کیونکہ ساری خرایبوں کی جڑ بھی ہیں۔ اور اسی طرح ہوتا ہے۔ secret fund اگر کوئی غلط استعمال کرتا ہے تو غلط ہوتا ہے۔ اگر انکے مقاصد ہیں۔ ان مقاصد کیلئے حکومت نے استعمال کیا تو پھر اپنے مقاصد ہیں۔ لیکن ساری خرایبوں کی جڑ۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہی ہیں۔ لیکن ابھی میرے علم میں آیا ہے کہ تین کروڑ روپے اُنکے حلف اٹھانے کے بعد انہوں نے اسی میں release کر دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غلط کام ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ انکی ضرورت تھی کہ اتنے compensation وغیرہ وہ کہاں سے دیتے ہیں؟ لیکن میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ دنیا کے سامنے ڈاکٹر صاحب نے، جو کہ ذمہ دار شخص ہیں۔ اب لوگ اُن سے پوچھیں گے کہ بھائی! یہ secret funds کدھر گئے؟ ابھی بجٹ میں بھی اُنکے لئے جو رقم مختص کی ہے۔ تو جناب اپسیکر! کچھ اس طرح بات ہے کہ پہلے روز میں خوشنما ہوتے ہیں۔ لوگ واہ تو کرتے ہیں۔ لیکن آخر جا کر آپ کی حکومتی مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اور آپ کو ان مجبوریوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور آپ کو یہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پھر لوگ آپ

سے پوچھتے ہیں کہ کل آپ نے کیا کہا اور آج آپ کیا کہتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں وہ بات کرنا چاہیے جناب اپیکر! کہ جس پر عملدرآمد ممکن ہو۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے غلط کام کیا ہے۔ کیونکہ اسکی کل بھی انکو ضرورت پڑ گی۔ اُنکے لئے اس مذکورے لئے اس طرح components ہوتے ہیں انکو ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جناب اپیکر! بات وہ کرنا چاہیے، کام وہ کرنا چاہیے تاکہ۔ کیونکہ اُس وقت انہوں نے شاید اس طرح بات کی ”کہ اس سے گزشتہ، مجھ سے گزشتہ جو حکومتیں تھیں، وہ تو یہ یہ تھیں مگر میں تو سب سے اچھا“، لیکن تین، چار مہینے تک تو یہ اچھی رہی۔ لیکن پھر اسکے بعد جناب اپیکر! اسکے ساتھ ساتھ، جب ڈاکٹر صاحب ہمارے گھر پر تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے ہماری جو عزت افزاں کی۔ اور اُس وقت بھی ان کے الفاظ یہی تھے ”کہ میں حکومت اور اپوزیشن اور تمام کیلئے یعنی جتنے بھی اراکین اسمبلی ہیں، جتنی بھی جماعتیں ہیں، جو میری اپنی جماعت کیلئے ہو، وہ دوسروں کیلئے بھی ہو، تو انکی گفتگو ہمیں بہت پسند آتی۔ اور ہم نے انکو بہت سراہا۔ لیکن جناب اپیکر! اب بجٹ جو پیش کیا گیا۔ تو جناب اپیکر! مجھے لگتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے وہ الفاظ جو میرے کا ان میں اب بھی گونjur ہوتے ہیں۔ اور اب یہ بجٹ تقریر اور بجٹ کتابیں میں پڑھ کر دیکھتا ہوں۔ جناب اپیکر!

مجھے بہت وہاں خلا نظر آ رہا ہے۔ جناب اپیکر! تو اسی لئے جناب اپیکر! اب ہمارے بجٹ میں، انہوں نے جو non-development side کا ہے۔ اُس پر ہمارے پہلے دن سے، ہماری اپنی حکومت میں بھی۔ لیکن اس پر bureaucracy اور وہاں دوستین صاحب وغیرہ نے یادوں نے نہ ہمیں کوئی briefing کا لکھا۔ اس کو کوئی briefing non-development side کا ہے۔ شاید انکو بھی معلومات ہیں کہ side کا لکھا۔ اور نہ گیلو صاحب کو کوئی پتا تھا مجھے۔ لیکن ہم development side پر جو حکومت کا معاملہ تھا، اُس وقت بھی ہم ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے تھے۔ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ یہی 32 ارب، 40 ارب، 30 ارب، 132 ارب، 40 ارب جو بھی ہے، اسکو ہم بجٹ کہتے تھے۔ اور اسکو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اور اس پر ہم اسمبلی میں بحث کرتے تھے۔ non-development side سے اُس وقت بھی میں مطمئن نہیں تھا اب بھی مطمئن نہیں ہوں۔ کہ اس میں جو پیسہ خرچ ہوتا ہے، وہ کہاں ہوتا ہے؟ نہ ہمیں معلوم ہے نہ ڈاکٹر صاحب والوں کو۔ مجھے یقین ہے کہ انکو بھی معلوم نہیں ہے۔ نہ انہوں نے اس پر کوئی کام کیا ہے۔ جناب اپیکر! اب جو development side کا بجٹ انہوں نے رکھا ہوا ہے۔

جناب اپیکر! انہوں نے 198 ارب کے اندر جو کہ 7 ارب روپے انہوں نے خسارہ دکھایا ہے۔ اسکے اندر 43 ارب روپے انہوں نے development کے لیے رکھے ہیں۔ اب ان 43 ارب روپے میں سے

تین ارب روپے یا 4 ارب روپے منہما کر کے، جو foreign وہ ہے، 40 ارب روپے تقریباً یا 39 ارب روپے وہ development کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ تو جناب اپسیکر! یہ ہوتا ہے کیونکہ ان جماعتوں کا بھی یہی ایکنڈا تھا ”کہ بلوجستان کے پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ اور ہم بلوجستان کے پیسے ضائع نہیں ہونے دینگے۔“ لہذا بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اب جناب اپسیکر! ان میں سے صرف 10 ارب روپے انہوں نے going on کے لیے رکھے ہیں جناب اپسیکر! آپ مجھے بتائیں آپ کے بڑے بڑے منصوبے جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ 70 پرسنٹ یا 80 پرسنٹ ان پر کام ہو چکا ہے۔ اور آپ نے 20 پرسنٹ کے حوالے سے انکے لئے 10 لاکھ روپے رکھ دیے۔ 15 ارب روپے رکھ دیے۔ تو مجھے بتائیں کہ اس سے بلوجستان کے پیسے ضائع کرنے کے سوا اور کیا ہے؟ جناب اپسیکر! کیونکہ ایک روڑ، جس پر 20 کروڑ، 30 کروڑ اور 40 کروڑ خرچ ہو چکے ہیں۔ اور اب start کرنے کیلئے مزید 10 کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ اور آپ نے انکے لئے رکھے ہیں 10 لاکھ روپے۔ یا 20 کروڑ کی ضرورت ہے۔ آپ نے انکے لئے 2 کروڑ روپے یا 20 لاکھ روپے رکھتے ہیں۔ تو مجھے بتائیں جناب اپسیکر! یہ کس طرح، یہ تو وہی 40 کروڑ روپے، وہی 30 کروڑ روپے، وہ تو سارے ضائع ہو گئے۔ لیکن جناب اپسیکر! اب آپ PSDP اٹھائیں اس میں اسی طرح آپ کو نظر آئے گا۔ تو میں گزارش کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب سے کہ یہ بلوجستان کے پیسے کا ضیاء ہے۔ آپ تو یہ کہہ سکتے ہیں ”کہ یہ opposition اور اُس وقت کی حکومت کے ڈالے گئے منصوبے تھے۔ لہذا میں انکو بند کر کے دوسرے منصوبوں کو شروع کرنا چاہتا ہوں،“ اپنے لوگوں کی تسلی کے لئے تو آپ کہہ سکتے ہیں۔ اگر آپ کی وہی باتیں ہیں ”کہ میں بلوجستان کا پیسے ضائع نہیں ہونے دوں گا“ سب سے بڑا ضیاء یہی ہے جناب اپسیکر! لہذا اس معاملے پر اگر اسی طرح PSDP ہو تو، میں اس کو بلوجستان کے پیسے کا ضیاء سمجھتا ہوں۔ خدار! بلوجستان کا پیسے ضائع نہیں کیا جائے۔ جو منصوبہ ہو، جس حلقت میں ہو، قلمعہ سیف اللہ میں ہو، خضدار میں ہو، ثواب میں ہو، لوار الائی میں ہو۔ تو یہ سارے بلوجستان کے ہیں۔ یہ سارے بلوجستان کی سرزی میں پر ہیں۔ اور بلوجستان کا ہی پیسے اس پر خرچ ہو گیا ہے۔ اور اب اسکے بعد اگر ضائع ہونیوالے پیسے ہیں، تو یہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ جناب اپسیکر! کچھ منصوبے اس طرح ہیں کہ وہاں 30% اس پر کام ہو چکا ہے۔ Dams بن رہے ہیں۔ Roads بن رہی ہیں۔ دوسرے hospitals بن رہے ہیں۔ buildings بن رہی ہیں۔ تو جناب اپسیکر! انہوں نے PSDP سے نکال دیے ہیں۔ اس طرح کے منصوبے اسکیں شامل ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب اپسیکر! اگر plannings اس طرح ہوتی ہیں۔ اور اسکو PSDP کہتے ہیں۔ ”کہ میں نے

PSDP بنا دیا، اور forum پر کھل دیا۔ تو ہم اسکو مسٹر کرتے ہیں جناب اپیکر! اور اس بنیاد پر نہیں کہ میرے منصوبے ہیں یا میری roads ہیں۔ Roads تو کسی قبیلہ کی نہیں ہوتیں۔ Dams تو کسی قبیلہ کے نہیں ہوتے۔ Hospital تو کسی قبیلہ کے نہیں ہوتے، نہ کسی MPA، نہ کسی فرد کے۔ بلوجستان کے منصوبے ہیں۔ تو ان منصوبوں کی تکمیل کیلئے ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ جناب اپیکر! یہ نا انصافی ہے۔ اور یہ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے منافی ہے، جو انہوں نے حلف لینے کے بعد کی۔ جناب اپیکر! اب بلوجستان کا دوسرا جو معاملہ ہے، وہ minerals اور mines کا ہے۔ ریکوڈ کے سوا minerals اور mines کے لئے کوئی بھی اس طرح کے فنڈ نہیں رکھے گئے ہیں۔ اور مجھے ڈاکٹر صاحب کی وہ تقریر جو انہوں نے کی "کہ میں سارے leases اور allotments وغیرہ cancel کر دیتا ہوں" تو ہم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہیں۔ یہ بہت بڑا fraud ہوا ہے بلوجستان میں۔ یہاں قوموں اور قبائل کے درمیان اسی پر جھگڑے ہیں۔ کہ زمین کسی اور قوم کی ہے اور وہاں کوئی پنجاب سے آ جاتا ہے یا کوئی قلعہ سیف اللہ سے جا کر خضدار میں allotment کرواتا ہے۔ یا خضدار والے آ کر مسلم باغ میں allotment کرواتے ہیں۔ یا کوئی باہر سے آ کر ادھر allotment کرواتا ہے minerals اور mines کے حوالے سے۔ اور اس پر بہت بڑا قبضہ کیا جا رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان minerals اور mines کیلئے ڈاکٹر صاحب اپنی تقریر پر عملدرآمد شروع کر لیں۔ جتنے بھی leases allot ہوئے ہیں، وہاں قبائل کے مشورے کے بغیر، وہاں لوگوں کے مشورے کے بغیر۔ ان تمام allotments کو cancel کیا جائے۔ تاکہ لوگوں کے درمیان جھگڑے بھی ختم ہو جائیں۔ اور جناب اپیکر! خاص کر ہمارے مسلم باغ میں۔ کیونکہ میں مسلم باغ سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں جو قومیں آباد ہیں، ان سے ہٹ کر دوسرے لوگ آئے ہیں۔ یا وہاں ایک قوم دوسرے پر مسلط ہے۔ اور وہ جا کر وہاں کچھ پیسے خرچ کیے ہیں۔ اور قبیلے کے اندر جو شاخیں ہیں انہوں نے ایک دوسرے کی زمینیں کر دیں کہوں minerals اور mines کے حوالے سے۔ لیکن ہم لوگوں کے درمیان وہاں جھگڑے ہیں۔ ڈکی کی یہی حالت ہے۔ چمالانگ کی یہی حالت ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب یہ ٹھیک کر لیں۔ اور انکے ساتھ ساتھ minerals اور mines کیلئے انہوں نے کچھ بھی نہیں رکھا ہے۔ تو میرے خیال میں انکو چلانے کیلئے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے، اسکے لئے سب سے زیادہ رقم رکھنی چاہیے۔ جناب اپیکر! اسی دوران جب انہوں نے going on اور یہ معاملہ تو کر دیا۔ اب نئے PSDP میں 30 ارب روپے کی خطیر رقم جناب اپیکر انہوں نے نئی اسکیمات کیلئے رکھی ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور میں چاہ

رہا تھا کہ یہ منصوبے بلوجستان کے اندر شروع ہو جائیں۔ کیونکہ میں پہلے بھی سیکرٹری فناں اور منتشر فناں سے اسی پر لڑتا تھا کہ non-development side کم کر کے development side کو بڑھا دیں۔ اور پہلے بھی جناب اسپیکر! یہ 30 کروڑ کی بات ہو رہی تھی۔ آج میں اس floor پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ سیکرٹری فناں صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ اور چیف سیکرٹری اگر ہوتا تو۔ اور میرے کابینہ کے سارے دوست، میری رائے یہ تھی کہ تمیں کروڑ روپے نہیں بلکہ بڑے، بڑے projects کے لیے زیادہ رقم دی جائے۔ تاکہ یہ projects مکمل ہو کر لوگوں کے زیر استعمال آجائیں۔ لوگ ان سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ اور وہ بھی اکٹے شرات حاصل کر لیں۔ اگر ہم پہنچن، پہنچن کر funds دیتے ہیں۔ تو ایک سال کا منصوبہ دس سال میں مکمل نہیں ہوتا۔ اور یہ پیسے اُسی وقت ہمارے through, forward side پر تشریف فرمائیں۔ اُنکی رائے یہ تھی ”کہ نہیں، آپ کی رائے بد نیتی پر مبنی ہے۔ کیونکہ بڑے منصوبے آپ پلانگ منظر ہیں۔ خود اپنے منصوبے کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم اپنے حقوق میں کیا کریں؟“ لیکن اُنکا یہی کہنا تھا ”کہ تمیں، تمیں کروڑ روپے اپنے حقوق میں،“ لیکن وہ 30 کروڑ روپے اُس حکومت کیلئے وہاں جان بن گئے جناب اسپیکر! اور Capital Talk پر ڈاکٹر صاحب جب آتے تھے یا دوسرے کوئی دوست جب آتے تھے۔ تو یہی قائل کر دیتے تھے کہ تمیں کروڑ روپے وہ لے گئے ہیں۔ جیسے کہ دنیا کے سامنے اس طرح پیش کر دیا۔ اور سینٹ میں بھی اس طرح پیش کر دیا۔ کہ تمیں کروڑ روپے انہوں نے اپنی جیبوں میں ڈال کر چلے گئے۔ جناب اسپیکر! اُس وقت بھی اسی طرح کی کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے فیصلہ کرنا تھا۔ اور میری رائے کے برعخلاف فیصلہ کرنا تھا۔ اور اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ 40% اور 40% on-going کیلئے اور 60% اسکیمات کیلئے، اسی طرح بنایا۔ اور پھر تمیں، تمیں کروڑ روپے کے حساب سے انہوں نے اسکیمات مانگی ہیں جناب اسپیکر! اور ابھی بھی پرانا 2012-2013 PSDP کا آپکے سامنے ہے۔ ساری اسکیمات reflect بھی ہیں۔ اور نمائندوں نے وہاں اسکیمات دی ہیں۔ اور اُن اسکیمات کو implement کرنے کیلئے جناب اسپیکر! یہیں، تمیں کروڑ روپے والا معاملہ چل بڑا ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ تو انہوں نے کر دیا۔ اور انہوں نے آپکی حکومت اور ہماری تو حکومت کے خلاف انہوں نے استعمال کر دیا۔ اور دنیا کے سامنے ہماری حکومت کو اس طرح پیش کر دیا کہ تمیں، تمیں کروڑ انہوں نے لے لیے ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر! اُسوقت بھی، میں نہیں کہتا ہوں، ہو گا۔ کچھ لوگ اس طرح ہیں کہ جنہوں نے کام کرنا ہے۔ وہ تو کام

کریں گے، ہر صورت میں۔ جن لوگوں نے پیسہ لینا ہے۔ تو اس طرح معاشرے میں ہوتا ہے۔ اُس وقت بھی ہو گا۔ اور ابھی بھی شاید ڈاکٹر صاحب کے، خدا نہ کرے کہ اُنکی حکومت میں اس طرح کے لوگ آ جائیں۔ ہو گا۔ لیکن جن لوگوں نے کام کرنا تھا، ان کے علاقوں میں جائیں۔ ان کے حلقوں میں جائیں۔ وہاں کی زمین پر آ پکو وہ سارے اثرات نظر آئیں گے۔ لیکن جناب اسپیکر! اب انہوں نے اُن سے بچنے کی خاطر، کیونکہ انہوں نے اپنی باتیں تو کی تھیں۔ کہ اگر ہم اسکو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور بلوجستان کے ہر حلقة میں دیتے ہیں، تو وہی معاملہ آ جائیگا۔ اب جب بچنے کیلئے انہوں نے یہ کر دیا۔ تو اب انہوں نے دوسرا، ایک غلطی سے بچنے کیلئے یا ایک بات سے بچنے کیلئے کہ انہوں نے کی تھی۔ تو اُسی کیلئے دوسرا جناب اسپیکر! اس طرح اندھیرا انہوں نے بنادیا۔ کہ پُر اجٹ انہوں نے block کے طور پر رکھ دیا۔ اب اس block allocation پر کون اعتماد کریگا؟ جب تھج تھا یا جھوٹ تھا۔ غلط تھا، صحیح تھا، دُنیا کے سامنے ہم نے رکھ دیا کہ یہ میری PSDPI ہے۔ یہ میری اسکیمات ہیں۔ اسے والے بھی اس پر بات کر لیں۔ دُنیا بھی اس پر بات کر لے۔ پورا امنڑنیٹ پر آگیا کہ میری یہ تین سو، چار سو، پانچ سو، چھ سو اسکیمات ہیں۔ اور یہ PSDP میں reflect ہیں۔ اور اس پر دُنیا دیکھ لے کہ یہ وہاں بلوجستان کی بہتری کیلئے ہیں یا نہیں۔ تو ہم نے floor پر لایا اور رکھ دیا۔ اور اب جو کہ نہ کوئی اسکیم کی نشاندہی ہے نہ کوئی کچھ ہے۔ انہوں نے سارا PSDP، تیس ارب روپے block کے طور پر رکھ دیا۔ اب آگے جا کر block کی implement کیلئے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے، کیا اعتماد کر سکتا ہے۔ جب آپ اُس حکومت پر اعتماد نہیں کرتے تھے کہ انہوں نے کتاب میں reflect کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا کہ یہ میری vision ہے۔ یہ میری ترجیحات ہیں۔ لیکن اب آپ کی کوئی ترجیحات نہیں ہیں۔ اور بجٹ پر یہی ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! بجٹ، میرا تو سو دفعہ ڈاکٹر مالک صاحب پر اعتماد ہے۔ میں تو اعتماد کر سکتا ہوں۔ لیکن اسمبلی اسی کیلئے ہوتی ہے کہ میں آپ پر اعتماد کر کے، اعتماد تو اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن آپ کو یہ documents دُنیا کے سامنے رکھنے ہو گے کہ یہ public documents ہیں۔ اور میں نے یہ، یہ منصوبے پا یہ تکمیل تک پہنچانے ہیں۔ اور ان منصوبوں سے میں نے عوام کو ثمرات دینے ہیں۔ تو پھر اسے اسمبلی اس پر بحث کر گی۔ تمام اراکین یہ حق رکھتے ہیں کہ اس پر بحث کر لیں۔ کوئی اچھا منصوبہ ہو تو وہ accept کر لے۔ اگر کوئی اس طرح منصوبہ ہو کہ وہ بلوجستان کے عوام کے فائدے میں نہیں ہو تو پھر اراکین کی تجاویز آ جاتی ہیں۔ جناب اسپیکر! وہ تجویز دیتے تھے کہ یہ منصوبہ مناسب نہیں ہے۔ پھر اسمبلی اسے accept کر لیتی ہے یا اکثریت کی بنیاد پر اسے buildoze کر لیتی ہے۔ لیکن تجاویز تو کم از کم آئیں گی۔ اب ہم کیا تجاویز دیدیں؟ اب block allocation جو سارے تیس ارب روپے جیب میں

رکھے ہوئے ہیں۔ یا ادھر رکھے ہوئے ہیں کہ میرے پاس یہ پیسے پڑا ہوا ہے آپ آرام سے بیٹھ جائیں۔ دیکھیں گے، کریں گے۔ إنشاء اللہ پھر بعد میں میں بلوجستان کوشاد و آباد کروں گا۔ تو جناب اپسیکر! یہ تو کہتے ہیں کہ انہا اعتماد کر لیں تو نعم اللہ۔ پھر floor پر لانے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر ادھر سامنے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو C.M House میں وہاں کتاب رکھتے اور ہمیں بُلا لیتے ”کہ میں نے یہ چیز رکھی ہوتی ہے۔ آپ آرام سے بیٹھ جائیں میں بعد میں تقسیم کروں گا۔ جھٹر ح میں کروں گا آپ میرے اور اعتماد کر لیتے تھے۔ اگر ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت نہیں بن جاتی۔ اگر اُنکے دوستوں کی حکومت نہیں بن جاتی۔ اور اسی طرح block کے طور پر دوستین صاحب تو یہ کتاب سامنے رکھ سکتے“ کہ میرے پاس اس سال development کیلئے میں ارب روپے پڑے ہوئے ہیں۔ بعد میں آپ لوگ اس پر بیٹھ جائیں، پھر اسے اسمبلی اجلاس بُلانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو اس پر debate کی کیا ضرورت تھی۔ اور debate کس چیز پر کر لیں؟ تو جناب اپسیکر! میں سمجھتا ہوں میرے علم میں آیا تھا جب میں پلانگ منستر تھا۔ ایک ملک ہمیں قرضہ دینا چاہ رہا تھا لیکن اس شرط سے کہ block نہ ہو۔ block allocation اندھیرا ہے۔ اگر آپ block میں رکھیں گے۔ تو پھر ہم آپ کو book development کیلئے کچھ نہیں دیں گے۔ لیکن اگر آپ منصوبوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اپنی book میں آپ نشاندہی کرتے ہیں تو پھر ہم آپ کو دینے گے۔ تو جناب اپسیکر! دنیا کی بہترین اور ideal planning یہی ہوتی ہے کہ منصوبوں کی نشاندہی کر کے پھر آپ کو قرضہ اس شرط پر دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے اس طرح، اب یہی بات ہے ”کہ میرے اور اعتماد کرو۔ بس میں پھر آپ کو دوں گا۔ یہ کروں گا، وہ کروں گا۔“ اسکو میں بجٹ نہیں کہہ سکتا۔ جناب اپسیکر! ہمارے ایک دوسرے پر قبائلی اور علاقے کے طور پر تو ہم ایک دوسرے پر بہت اچھا اعتماد بھی کر لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھی روایات بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اسکو ہم بجٹ نہیں کہہ سکتے جناب اپسیکر! کہ یہ بجٹ ہے۔ جناب اپسیکر! کچھ اس طرح منصوبے ہیں۔ ہمارے اس side کے دوست، جب ہم ادھر بجٹ پیش کرتے تھے، تو ہمارے خلاف ادھر اسمبلی میں مظاہرے ہوتے تھے۔ اور جب ہم اکٹے پاس جاتے تھے ”کہ بھئی! کیا مسئلہ ہے۔ کیا مظاہرہ کرتے ہیں؟“ کہتے تھے ”کہ آپ لوگ کیوں ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان transmission line بحال نہیں کرتے؟“ جناب! یہ ہمارے بس کی بات نہیں یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ نہیں، صوبائی حکومت کے خلاف احتجاج اور چارچ شیٹ جاری کر دیتے تھے ”کہ آپ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کیا“، لہذا ہم یہی چاہتے ہیں۔ اب اس بجٹ میں انکا ذکر تک نہیں ہوتا۔ Federal Government میں وہاں جا کر قومی اقتصادی کونسل میں زیارت وال صاحب خود وہاں

تشریف فرماتھے۔ اُنکا ذکر تک نہیں ہوتا۔ تو جناب اپسیکر! اُسوقت بھی ہم کہا کرتے تھے کہ اس طرح کی باتیں کیوں کرتے ہیں دُنیا کے سامنے۔ آپ خود سمجھتے ہیں کہ یہ ہر ایک کی اپنی ایک category ہوتی ہے۔ لیکن وہ آپ جب دوسرے کی مخالفت کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو خود کیوں آپ نہیں کرتے؟ جناب اپسیکر! میری جماعت کا تو میہنی ہے کہ ہم پورے بلوج چنان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔ جس، جس حصے میں ہماری development ہوں، تو ہم اپنے گھر کی development سمجھتے ہیں۔ لیکن کچھ دوست ہمارے خلاف، وہاں اپنے علاقوں میں یہی باتیں کرتے تھے، یہی نفرت پھیلاتے تھے ”کہ پشتوں، بلوج صوبے کے اندر، پشتوں کیلئے برابری بجٹ میں کیوں نہیں ہے“، اور اب میں پوچھتا ہوں اُنکے دستور کے حوالے سے۔ میں تو اس نفرت کی بالکل قائل نہیں ہوں۔ لیکن کل جو میرے خلاف آپ بات کرتے تھے۔ آج وہ برابری تو آپ کے ہاتھ میں دے دی۔ اب وہ برابری کدھر ہے؟ اور وہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ برابری بجٹ میں کدھر ہے؟ تو جناب اپسیکر! کچھ اس طرح کی باتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”وہ کام جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہیں، وہ دُنیا کیلئے بھی پسند نہ کریں“، جو آپ نے اپنے اوپر لاگو کر دیا۔ اگر آپ نے اپنے ساتھ مناسب سمجھا تو ٹھیک ہے ورنہ دُنیا پر بھی یہ بات نہ کریں۔ لیکن اس قسم کی باتیں بھی ہو رہی تھیں۔ لہذا جناب اپسیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس بجٹ کو دو، تین حوالوں سے، اس میں Law and order کیلئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ اور انہوں نے Zero on-going تو بالکل Zero پر لا کر کے کروڑوں اور اربوں روپے انہوں نے بلوج چنان کے ضائع کر دیے ہیں۔ اور انہوں نے block کے طور پر رکھا ہوا ہے یہ مکمل اندر ہیرا ہے۔ لہذا اس بجٹ کو ہم بجٹ نہیں کہہ سکتے۔ اس بجٹ کو ہم یکسر مسترد کرتے ہیں۔۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جب تک ہمیں یہ یقین نہیں دلایا جائے کہ ان منصوبوں کو، جن کو انہوں نے zero پر لایا۔ اُنکے لئے token allocation رکھا ہوا ہے۔ اور جب تک ہمیں یقین نہیں دلایا جائے گا۔ جب تک PSDP میں اسکیمات reflect نہیں ہو جاتیں۔ اُسوقت تک ہم اسے باہمیاً کا اعلان کرتے ہیں۔ جناب اپسیکر! وَآخِرُ دَاعُونَا أَنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اپسیکر: شکریہ، شکریہ۔ ڈاکٹر مالک صاحب! کوشش کریں کہ یہ روایت نہ ہو۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان): میں ایک چیز کی explanation کرتا ہوں اپسیکر صاحب!

جناب اپسیکر: جی، جی۔

قائد ایوان: یہ آپ Rules of Business میں دیکھیں کہ کیا جب budget session ہو گا یا

ویسے ہی sessions ہوں گے۔ یہاں Secretaries کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تین، چار Secretaries کے علاوہ آپ نے اور میں نے بھی نوٹس لے لیا۔ یا آپ بھی نوٹس لے لیں کہ اسمبلی کی respect بہت ضروری ہے۔ اور اگر کوئی Bureaucrat ایکی respect نہیں کرتا، تو سمجھو وہ عوام کی respect نہیں کرتا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**جناب اسپیکر:** بالکل صحیح بات ہے۔ اسکا میں بالکل نوٹس لیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! روایت یہ ہے، قومی اسمبلی، سینٹ میں وہ افران اپنا سارا کام چھوڑ کر آ کر Galleries میں بیٹھتے ہیں، بجٹ میں۔ اپنی چھٹیاں بھی چھوڑ کر۔ اتوار کے دن ہم اور آپ بیٹھیں عوامی نمائندے۔ جی! یہاں بھی یہی ہے کہ انکو موجود ہونا ہے۔ دوسرے بھی ہیں۔ لیکن سب کو ادھر ACS development Secretary Finance بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسرے جو بھائی ہیں۔ ان سب کو ادھر موجود ہونا چاہیے۔ بیشمول Chief Secretary کے۔ کیونکہ Chief Secretary آ کر بیٹھے گا اپنی team کے ساتھ۔ یہ اصول ہے ڈاکٹر صاحب! یہ آپ پھر Executive Order اُسی طریقے سے کریں۔ اصول یہ ہے۔ میں اسکا نوٹس لیتے ہوئے، آپکی طرف یہ کروں گا کہ آپ پھر ہدایات دیں، مہربانی۔ کیونکہ احساس ہو کہ پارلیمنٹ کی عزت ہے۔ اور دوسری یہ ہے کہ یہ جو روایت ڈال دی انہوں نے آج۔ انہوں نے اپنی بات کر دی، مولانا واسع صاحب نے۔ لیکن باہیکاٹ کرنے کی ایک team مقرر کریں۔ جو انکو قائل کرے ”کہ نہیں، آپ حصہ رہیں“۔ ساری باتیں تو انکی سُنیں۔ میں پھر سینٹ ارکین سے کہوں گا کہ اس طرح کی روایتیں نہ ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بیٹھیں۔ ڈاکٹر صاحب! قائد ایوان! بیٹھیں، اپنی ٹیم بھیجیں آپ۔ بیٹھ کچلے جائیں۔ ہاں! انکو قائل کریں کہ یہ روایت نہ ہو۔ انکی بات بھی سُنی ہم نے۔ پچاس منٹ تک انہوں نے تقریر کی۔ میں نے سنی۔ یہ روایت اچھی نہیں رہیگی۔ جی! ابھی ہم تقاریر یاری رکھتے ہیں۔ کچھ ارکین کے نام آگئے ہیں۔ ہمارے پاس وقت بھی ہے۔ اور کوشش یہ کریں کہ آپ اپنے نام بھجواتے جائیں۔ جو شروع میں تقریر کر جائیں گے، وہ فائدے میں ہو گے۔ کیونکہ time زیادہ مل جائیگا۔ بعد میں close ہو جاتا ہے معاملہ۔ منظور کا کثر صاحب!

!Please take the floor.

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بَسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے اور یہاں بیٹھے ہوئے میرے معزز ارکین، انکی اجازت سے۔ یہاں بیٹھے ہوئے میرے ساتھ میڈیا والے اور سیکرٹری صاحبان۔ جناب اسپیکر!

اپوزیشن لیڈر صاحب نے جواب میں کہا۔ پچھلے آدوار کا جو بجٹ وزیر اعلیٰ صاحب نے پیش کیا تھا۔ اُسکے حوالے سے اور کچھ واقعات جو شہر میں ہوئے تھے، اُنکے حوالے سے۔ جناب اسپیکر! میں تو یہ کہونگا کہ جو بجٹ 2013-14ء پیش ہوا۔ اُسکے حوالے سے، خاص کر تعلیم کی مدد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے آدوار جو two-point کچھ فیصد رکھا گیا تھا۔ اور 2013-14ء میں وہ بڑھا کر point-23 کچھ رکھا گیا ہے۔ تو اُسکے حوالے سے میں یہ بات کروں گا کہ جو بجٹ اس دفعہ اسمبلی ایوان میں آیا ہے۔ پچھلے آدوار میں کہی ایسا بجٹ سامنے نہیں آیا۔ اگر ہم health کی بات کرتے ہیں۔ health میں بھی اس دفعہ جتنا رکھا گیا ہے، جو پچھلے آدوار ہیں، وہ ہمارے سامنے ہیں۔ خاص کر جو اس میں اچھی بات سامنے آئی ہے وہ ایک گرید سے لیکر رسولہ گرید تک جو پندرہ فیصد بڑھایا گیا ہے۔ پچھلے آدوار میں کہی بھی ایسی مثال سامنے نہیں آئی۔ یہاں ڈرامے کی بات کی۔ کہ ابھی یہ ڈرامہ نہیں چلے گا۔ ہمیں صاف گفتگو کرنی چاہیے۔ حقائق پر گفتگو کرنی چاہیے۔ جناب اسپیکر! میں تو یہ کہونگا کہ جو 30 سال سے اقتدار میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عوام کو کیا دیا؟ اور عوام کے سامنے کیا رکھا؟ اپنی speech کر کے چلے گئے۔ کیونکہ انہوں نے سُننا تھا۔ کچھ دن پہلے ایک واقعہ ہوا تھا جسکی ہم سب نے نہ ملت کی تھی۔ جسمیں ہماری بہتیں تھیں اور رسول ہاسپیٹ میں ہماری casualties ہوئی تھیں۔ ہمارے جو DCO تھے منصور کا کڑ صاحب، اُس سے پچھلے آدوار میں جب ہم جائیں گے اسپیکر صاحب! ہماری ہزارہ کمیونٹی تھی۔ اُنکی 200 لاشیں روڑوں پر پڑی ہوئی تھیں۔ یہی صاحبان بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی ایک بندے نے بھی زحمت نہیں کی کہ یہ جا کر اُنکے ساتھ، اُنکے غم میں شریک ہوتے۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب جو یہاں ایک دن موجود ہوتے تھے، 365 دن وہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوتے تھے۔ وزیر اعلیٰ کو اُنکے زخم پر مرہم رکھنا چاہیے تھا۔ انہوں نے کہا ”کہ میں آپکے لئے tissue کے ڈبے بھیج دیتا ہوں“ یہ چیزیں تو انکو نظر نہیں آ رہی تھیں۔ جناب اسپیکر! اگر ہم پچھلے آدوار کی بات کریں گے، تو پچھلے پانچ سال انہی لوگوں نے پہلے اکاؤنٹس کمیٹی کے بغیر گزار ہے ہیں۔ اور یہ بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ تیس کروڑ روپے کی انہوں نے بات کی۔ یہ اس بجٹ نے ثابت کر دیا، یہ اس ایوان نے ثابت کر دیا جناب اسپیکر! کہ ہم عوام دوست بجٹ لانا چاہتے ہیں۔ اسیں ایم پی اے صاحبان کیلئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ یعنی جو مسئلہ تھا وہ تیس کروڑ روپے کا تھا۔ جناب اسپیکر! میں مزید وقت آپ لوگوں کا نہیں لینا چاہتا، باقی دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پر بات کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ منظور کا کڑ صاحب۔ میر عبدالکریم نوشیر وانی!

**میر عبدالکریم نوشیر وانی:** شکریہ جناب اسپیکر! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا

مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب نے 14-2013ء کا جو بجٹ پیش کیا ہے اس کے اندر میرے اپنے اندازے کے مطابق تقدیم کرنا بلا جواز ہے۔ مگر بقتسمتی سے ہمارے صوبے میں آج تک یہ روایت رکھی گئی ہے، جو بھی گورنمنٹ آتی ہے، سابقہ ادوار میں ان گورنمنٹوں کے اندر وہ صرف تقدیم جانتے تھے، تقدیم برائے تعمیر نہیں، تعمیری اگر تقدیم کریں تو ٹھیک ہے۔ مخالفت سے، مخالفت کو ٹھیک ہے ہر ایک کی رائے ہوتی ہے۔ مگر جو بجٹ ڈاکٹر صاحب نے 14-2013ء کا پیش کیا ہے، جناب اسپیکر صاحب! ہم تو 85ء سے elect ہو کر اس اسمبلی میں آ رہے ہیں۔ ماضی میں تو ہم صرف پچاس لاکھ روپے ایم پی اے فنڈ پر گزارہ کرتے تھے یا ملکہ میں کا، اس میں نہ ہونے کے برابر تھا۔ رئیسانی صاحب کی گورنمنٹ میں جو دو تین سالوں میں این ایف سی ایورڈ جو منظور کروایا تھا جناب اپوزیشن لیڈر مولانا صاحب نے جو تقریر کی، مجھے تو بہت دکھ ہوا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے جو بجٹ یک طرفہ لیا، اس بجٹ میں کیا خرابی تھی sir، اس بجٹ میں اگر دیکھا جائے ہر شعبہ زندگی میں، ہر ڈیپارٹمنٹ میں مساواتی طور پر اس نے تقسیم کیتے ہیں۔ انہوں نے ایجوکیشن کو زیادہ فنڈ زد دیے، اسلئے کہ بلوجستان میں ایجوکیشن کی سخت ضرورت ہے۔ یہاں تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے جناب اسپیکر صاحب! ماضی کی گورنمنٹوں نے ٹھیک ہے کہ اسکونظر انداز کیا تھا مگر ڈاکٹر صاحب کا مجھے یاد ہے، ماضی میں جب وہ منستر ایجوکیشن تھا، اسکا یہی نظریہ تھا، یہی خیالات تھے کہ بلوجستان میں ایجوکیشن کو ہر صورت میں فعال کرنا ہے۔ جب ایجوکیشن نہ ہو تو بلوجستان کی ترقی ناممکن ہوگی۔ ہیلیٹ کو اگر دیکھا جائے کافی پیسے رکھے گئے ہیں ایگر لیکچر کو دیکھا جائے پہلے ہیلیٹ کو دیکھا جائے، ایک بہترین بجٹ انہوں نے بلوجستان کو دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم اُسکے coalition ہیں اُسکی پارٹی کے نہیں ہیں۔ ہم اسکو سراہتے ہیں اسکو welcome کرتے ہیں بلوجستان کے حوالے سے۔ ایک کام انہوں نے ایسا کیا بلوجستان کے جو ملازمین ہیں ایک گریڈ سے 16 گریڈ تک کے ملازمین کی تنخوا ہیں بڑھادی ہیں یہ تاریخی یادگار ہے sir۔ جناب اسپیکر صاحب! مولانا صاحب نے فرمایا تھا کہ ماضی میں، ماضی کا میرے اپنے نزدیک میں ایک بندہ جو 10 سال ایک ڈیپارٹمنٹ میں رہے۔ وہ الٹمنٹ کو موروثی سمجھ کر اسکو allot کیا تھا اپنے نام پر، وہ حکماء الائٹ تھا پی ایئڈڈی اور یہ allot تھا ماضی میں۔ مجھے یاد ہے بلوجستان میں، میں نام نہیں لینا چاہتا ایک روڈ جس کا estimate ہے ایک ارب دس کروڑ روپے تھا، پیسی ون اسکا بنایا، پیسے ریلیز ہو گئے ایک ارب دس کروڑ۔ ایک دم انہوں نے دو مہینے کے بعد revise کر کے اُسی estimate کو گیارہ ارب بنایا۔ پھر مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ثوب سے لیکر یا قائم سیف اللہ سے آواران اور خاران تک۔ جناب ہمیں تو صرف 90 کروڑ ملے تھے پانچ سال میں۔ اور آپ نے ایک بجٹ میں 90 ارب cash کروائے۔ افسوس کی بات

ہے مولانا صاحب اگر ادھر ہوتے تو یہاں ریکارڈ ہے sir-13-2012ء کا بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کتنے وہ revise کر کے، کیا کرتے تھے، 10 کروڑ کی روڈ ہوتی تھی، estimate اسکا بتاتا تھا، PC-1 بتاتا تھا، تو ایک کروڑ release کرتا تھا 9 کروڑ روپے اس پر رکھنا تھا ہمیشہ کیلئے۔ پھر اسکو revise کر کے 9 کو 90 کروڑ بتاتا تھا۔ باقی اضلاع ہم پریشان تھے۔ part of the government تو ہم تھے، مگر بدقتی سے دس، دس سال ایک ڈیپارٹمنٹ میں رہے، آپ اس بجٹ کو اٹھا کر کے دیکھیں۔ کہ اسیں کتنی نا انصافیاں بلوجستان کے ساتھ ہوئی ہیں۔ سارے پیسے ایک طرف میں اور آج تقید کرتا ہے کہ یہ بجٹ ڈاکٹر مالک نے پیش کیا، یہ تعیینی بجٹ نہیں ہے، اسیں بہت ساری خامیاں ہیں۔ پی ایس ڈی پی میں نہیں رکھا ہے۔ پی ایس ڈی پی میں، تمہاری جھوٹی میں تو اس نے نہیں ڈالا ہے۔ پی ایس ڈی پی میں تو اس نے رکھا ہے۔ آپ مہربانی کریں پی اینڈ ڈی میں جا کر اپنی اسکیمیں جمع کروائیں۔ جناب اسپیکر! پانچ سال ہم گورنمنٹ کا ایک حصہ تھے اسکے باوجود ہم نظر انداز تھے۔ کیونکہ ہماری رسائی پی اینڈ ڈی تک نہیں تھی۔ پی اینڈ ڈی ایک طرف گیا تھا صرف چار اضلاع میں پی اینڈ ڈی کا بلوجستان پر تقسیم ہوا تھا۔ میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں چار اضلاع میں۔ ہمارے صرف وہی ایم پی اے فنڈ، اور پی ایس ڈی پی میں ویسا تھا۔ باقی انہوں نے کیا کیا کہ اربوں روپے revise کر کے اپنے علاقوں میں لے گئے اور آج رور ہے ہیں چلا رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہوا ہے نا انصافی ہوئی ہے۔ ایک دفعہ پچھلے کا حساب دو۔ کہ پچھلی گورنمنٹ میں آپ نے کیا کیا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوجستان کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، یہ ایک تعیری بجٹ ہے میں welcome کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب اور اسکی پارٹی کو اور ممبران کو جنہوں نے اسکو رائے دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو ایک مشورہ میں دینا چاہتا ہوں کہ اللہ کرے کہ اس کی گورنمنٹ پانچ سال continue کرے۔ کہ ایک common-man middle-class worker، common-man کا آدمی جو ہر چیز کو جانتا بھی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ اسکی گورنمنٹ کو کامیاب کرے۔ کچھ چیزیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب! اس وقت آپ 65 ممبروں کے House میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوجستان کا سب سے پہلا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ اسکے لئے آج آپ ایک فیصلہ کریں کہ ہر علاقے کا جو ممبر ہوتا ہے وہ اپنے علاقے کی ذمہ داری اٹھائے۔ اور پولیس کے ساتھ تعاون کرے۔ جب تک ہم پولیس، لیویز اور ملیشیاء کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے اس وقت تک اس صوبے میں امن ناممکن ہے۔ عوام کا تعاون ضروری ہے گورنمنٹ کے ساتھ۔ مگر بدقتی سے ایک روایت رکھی گئی ہے، امن و امان کیلئے نہ ہم پولیس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں نہ لیویز کے ساتھ نہ ملیشیاء کے ساتھ۔

جب عوام کا تعاون ہوگا تو پھر جا کر کے آپکی forces کا میاب ہوگی ملائقے میں امن و شانستی آ جائیگی۔ اس کی ذمہ داری ہر ملائقے کے ممبروں پر ہے کہ وہ اپنا علاقہ save رکھیں۔ کیونکہ اس وقت ہمارا صوبہ انگاروں پر، اس لئے عوام کا رجحان سب سے پہلے ترقی کی طرف نہیں ہے جناب اسٹیکر صاحب! انکار رجحان اس وقت صرف امن و امان پر ہے۔ لوگ امن چاہتے ہیں۔ ماضی کی گورنمنٹ نے، مولانا صاحب جو باتیں کرتے ہیں اُس نائم وہ سینئر وزیر تھے۔ اگر دیکھا جائے پانچ سالوں میں بلوجستان میں کیا کچھ نہیں ہوا ہے؟ یہی سلسہ اب تک چل رہا ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب کو انہی ایک ہفتہ نہیں ہوا ہے کہ اُس پر الزام لگ رہا ہے۔ آپ نے تو پانچ سال اس بلوجستان پر حکومت کی۔ دس سال آپ کو موقع ملا آپ گورنمنٹ میں تھے، دس سال میں آپ نے قابو نہیں پایا ڈاکٹر صاحب کے پاس الہ دین کا چراغ تو نہیں ہے کہ وہ ایک ہفتے میں بلوجستان کے اندر امن لائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اپنے علاقوں کو save رکھیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت ایک ایسا situation ہے کہ ہم کراچی بھی نہیں جاسکتے ہیں۔ میں اپنے ضلع میں نہیں جا سکتا ہوں۔ رات کے اندر ہیرے میں جاتا ہوں چوروں کی طرح تاکہ کوئی مجھ پہچانے نہیں۔ صوبے میں ایک ایسی روایت رکھی ہوئی ہے، کہتے ہیں جناب ایہ حکومت کا کام ہے، عوام کا بھی کام ہوتا ہے امن و امان کو سنبھالنے کا۔ ہمارا بھی کام ہے۔ کہ عوام جب تک ہمارے ساتھ forces کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے اُس وقت تک ناممکن ہے sir۔ آپ ایک مہربانی کریں ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے پولیس، لیویز اور فورسز کے اندر reshuffling کرائیں۔ اور اچھے ڈنگ افسروں کو مہربانی کریں آپ سامنے لے آئیں۔ جب تک آپ اچھے افسروں کو جنمیں ماضی میں سفارش کی وجہ سے پیچھے رکھا گیا تھا انکو front-line پر لے آئیں۔ پھر جا کر آپ کے اس صوبے میں کم از کم صبح law and order maintain ہوگا۔ ورنہ جو وہی سابقہ دور ہا ہے، ڈاکٹر صاحب! آپ کے اس صوبے سے لاکھوں لوگ نقل مکانی کر کے باہر چلے گئے ہیں، سندھ گئے ہیں، پنجاب گئے ہیں، فریضیہ گئے ہیں۔ ماضی کی حکومتوں کو اس چیز کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ مگر آپ common-man ہیں sir۔ آپ کو بھی اسی صوبے میں رہنا ہے آپکی لندن اور امریکہ میں جائیدادیں نہیں ہیں۔ آپ جینا آپ کامن ایسی عوام کے ساتھ ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس صوبے کو ایک امن اور شانستی دے رہے ہیں۔ لوگوں کو امن چاہیے sir ترقی تو ہوتی رہیگی۔ جو بھی گورنمنٹیں آئیں گی وہ ترقی تو کریں گے مگر امن و شانستی۔ امن اس صورت میں آیا کہ آپ سفارش بند کریں۔ جو لوگ سفارش کرتے ہیں وہ پھر امن کے پیچاری نہیں ہیں۔ آپ اچھے افسروں کو front-line پر لے آئیں۔ جو سفارشی اور کرپٹ افسر ہیں مہربانی کر کے انکو پیچھے رکھیں۔ میں انتہائی مشکور ہوں آپکا اور میں آپکو

welcome کرتا ہوں کہ آپ نے جو بجٹ دیا ہے، یہ ثبت بجٹ ہے، یہ صوبے کے مفاد میں ہے۔ علاقوں کے مفاد میں ہے۔ جو اس بجٹ پر تنقید کرتا ہے وہ اس بلوجستان کا خیرخواہ نہیں ہے۔ Thank you ڈاکٹر صاحب! والسلام۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوجستان پاکندہ باد۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ ماجد اڑو صاحب Please take the Floor

**جناب عبدالماجد اڑو:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ محترم اسپیکر صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس دفعہ جو ڈاکٹر صاحب نے بجٹ پیش کیا ہے بہت ہی بہترین بجٹ ہے اور ایک فکر اسمیں شامل ہے۔ جیسا کہ ماضی میں ہم نے دیکھا کہ خاص کر ہمارے صوبہ بلوجستان میں تعلیم کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب کا ایک vision تھا ایک سوچ تھی جس کو انہوں نے اس PSDP میں شامل کیا کہ تعلیم کیلئے زیادہ بجٹ رکھا جائے تاکہ ہم اپنی نسلوں کی ایسی growth کریں کہ وہ علاقے جو ماضی میں وہاں سوچ پیدا نہیں کی گئی اُسکو اجاگر کر کے اس صوبے کی خدمت کیجائے اور ہم سمجھتے ہیں جناب اسپیکر! کہ جب تک ہم تعلیم کو عام نہیں کر سکتے تعلیم ہر بچے تک نہیں پہنچے گی تو ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ ہماری نسل یا ہمارا اعلاقہ ترقی کریگا۔ اسی سوچ کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی بہترین اقدامات کیے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ صحت کو بھی focus کیا ہے بہت ہی اچھی بات ہے۔ لیکن ہوڑا سمائیں اپنے علاقے کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں خاص کر نصیر آباد ڈویژن کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کو آگاہ کرنا چاہوں گا کہ ہمارا نصیر آباد ڈویژن کیش آبادی پر مشتمل ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہاں کوئی یونیورسٹی ہے نہ کوئی پولی ٹیکنک کالج۔ ہمارے علاقے میں بڑی آبادی ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ ہمارے ڈویژن میں اکثریت ایگر لیکچر کے حوالے سے منسلک ہے لیکن وہاں اس حوالے سے کوئی یونیورسٹی ہے نہ ایگر لیکچر کے حوالے سے کوئی تربیت گاہ۔ جہاں لوگ اپنی فصلات کے حوالے سے کوئی آگاہی حاصل کر پائیں۔ کیونکہ ہمارے بلوجستان میں ایک تو جس طرح آپ نے ماضی میں دیکھا کہ یونیورسٹیاں بھی بہت کم ہیں اور کا الجز بھی، اور ایک ایگر لیکچر یونیورسٹی اتحل میں بنائی گئی ہے لیکن ہمارا نصیر آباد ڈویژن جو نہری علاقہ ہے۔ واحد علاقہ ہے بلوجستان کا کہ جہاں نہری نظام ہے۔ اور زیادہ تر لوگ زراعت سے منسلک ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اسکو مد نظر رکھتے ہوئے وہاں کوئی ایسی یونیورسٹی اور خاص کر پولیٹیکل کالج کا اعلان کریں تاکہ وہاں کے لوگ اس سہولت سے فیضیاب ہو سکیں۔ اور یہ سلسہ ابھی نیانیا ہے انشاء اللہ ہماری دعائیں اور تعاون ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہے۔ جس طرح انہوں نے اس کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیا ہے آگے بڑھایا ہے انشاء اللہ ہمیں یہی امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب تمام علاقوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ اور ہوڑا سا

افسوس یہ بھی ہوا مجھے کہ میں نے اپنا حلقة پی بی 28 کے حوالے سے جب PSDP میں دیکھا تو اُسمیں کسی قسم کی کوئی اسکیم شامل نہیں ہے۔ حالانکہ پچھلے دور میں آپ نے دیکھا کہ سیالاب نے جو اس علاقے کو hit کیا وہ سارا سیالابی پانی ہمارے علاقے سے گزرتا ہوا آگے بڑھا۔ لیکن اُسکے لئے کوئی تدبیر ابھی تک نہیں کی گئی ہے۔ اور جیسا کہ ابھی دوبارہ بارشوں کا موسم ہے اور اللہ نہ کرے کہ وہ situation دوبارہ ہمارے علاقے میں ہو، تو ہم ڈاکٹر صاحب سے یہی گزارش کریں گے کہ ان تمام چیزوں کو منظر کھ کر ایسے اقدامات کریں تاکہ وہاں کے پریشان حال لوگ کچھ relief حاصل کر سکے۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ ابڑو صاحب۔

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر! ایک clarification ہے۔

**جناب اسپیکر:** جی جی۔

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر! This is not only my budget. یہ میرا budget ہے۔ یہ تمام جو ہمارے coalition partners ہیں انہوں نے سب نے سر جوڑ کر، یہ سب کا vision ہے۔ It is not the baby of only Dr. Abdul Malik. یہ partners ہیں جس میں سب دوستوں نے اپنی in-puts ڈالی ہیں۔ اور سب دوستوں نے تین چار دنوں میں کام کیا ہے۔ نمبر دو، میں ایک بات کی وضاحت کرتا ہوں کہ جو نصیر آباد کے ایم پی ایز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں سے ہم فارغ ہو کر کے سیکرٹری اریکیشن کو ہم نے بھیج دیا تھا۔ آپکے چیئرمیں ہم بیٹھ کر جو ہم نے جو ممکنات مون سون کی وجہ سے جو ہم تدابیر کر رہے ہیں وہ ہم آپکو ایک report دے دینے گے۔

جی۔ Thank you.

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ محترمہ راحیلہ درانی!

**محترمہ راحیلہ حمید خان درانی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ محترم اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ بلوجستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب، اپنے پارٹی لیڈرنواب شاء اللہ زہری صاحب، تمام پارلیمانی لیڈرز، چیف سیکرٹری صاحب، اسی المیں، فائل سیکرٹری، اور اُنکی تمام team کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ محترم اسپیکر! بجٹ کسی بھی گورنمنٹ کا ایک معاشی پالیسیوں کے حوالے سے ریٹہ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح اگر ریٹہ کی ہڈی میں اگر ایک انسانی جان میں، اُسمیں کوئی تکلیف ہوتی ہے تو پورے جسم میں اُسکی تکلیف محسوس کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر بجٹ میں

اور اگر میں صحیح طریقے سے کام کر رہا ہوں تو پورا جسم ایک برابر، متوازن صورت میں کام کرتا ہے۔ اسی طرح اگر پورے سال کے بجٹ میں عوام کو relief کیا جاتا ہے تو معاشرے میں ایک satisfactory situation میں ہوتی ہے۔ لیکن ہوتی ہے۔ لیکن اُسیں عوام کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو ایک unrest کی صورتحال society میں ہوتی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کی انتہائی خوشی ہے کہ آج کا بجٹ میری رائے میں بے انتہا متوازن اور ثابت بجٹ ہے۔ اور اسیں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تمام معاشرے کے طبقات کو اور انکے issues کو address کیا گیا ہے اور عوام کے مفاد کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! مجھے جو اس بجٹ میں میرے حوالے سے میری ذاتی رائے میں جو سب سے اچھی بات لگی وہ ایجوکیشن کے حوالے سے تھی۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے اسکو اگر ہم ایک جملے میں سراہے ہیں تو یہ بھی ایک نا انصافی ہو گی۔ ہمیشہ سے، تعلیم چاہے federal level پر اسکو دیکھا جائے یا provincial level پر، کسی بھی صوبے میں دیکھا جائے اُسکو اتنی اہمیت نہیں دی گئی، بجٹ کے حوالے سے۔ کہا گیا، لیکن اہمیت نہیں دی گئی۔ اُسکے لیے اتنا بیسہ منقص نہیں کیا گیا۔ لیکن اس دفعہ یہ انتقلابی قدم اٹھایا گیا نا۔ صرف کہا گیا بلکہ عملی طور پر اسکو پیش کیا گیا جو کہ بہت زیادہ میری نظر میں اہم بات ہے اور اسکا مطلب ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس شعبے کو بہت اہمیت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم بلوجستان کو تاریکی سے نکال سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ، جہاں بھی ہمیں جس چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے ہمیں تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس حوالے سے جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں وہ یقیناً بہت قابل تعریف ہیں اور یہ بھی بات میں ساتھ ہی ساتھ بتاتی چلوں کہ ان اقدامات سے اور ان اعلانات سے عوام میں ایک خوشی کی لہر دوڑی ہے جو کہ عوام کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم عوام کے جذبات کو ساتھ لیکر بجٹ میں چلے ہیں۔ محترم اسپیکر صاحب! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنے تمام پارلیمانی لیڈرز ہیں انکو کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں۔ تعلیم کا شعبہ ہمارے اٹاٹے کے بغیر ناکمل ہے یقیناً اور ہمارے ہاں اس وقت interior-balochistan میں خاص طور پر اساتذہ کی کمی ہے۔ اساتذہ کو پوری دنیا میں انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور انکی جو pays ہیں وہ دوسرے تمام شعبوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ صورتحال اس میں تھوڑا اضافہ ہے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کی جو pays ہیں وہ ہمیشہ کم رکھی جاتی ہیں اور انکی facilitation بھی کم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ اندر وون بلوجستان خاص طور پر انکی availability نہیں ہوتی ہے۔ اُسیں میں نے ایک بات محسوس کی ہے اُسیں سب سے زیادہ مسائل اساتذہ کیلئے رہائشی منصوبوں کی کمی کا ہے۔ اگر وہاں اساتذہ کیلئے

ہوں خاص طور پر females کیلئے تو وہ بڑے اچھے طریقے سے وہاں جا کر وہاں کے علاقوں کے لوگوں کی خدمات کر سکیں گے۔ تو یہ میری ایک تجویز تھی کہ اُنکے لیئے رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اور دوسرا اہم بات وہاں vehicles کی فراہمی ہے۔ چونکہ بلوج چنان area کے حوالے سے ایک vast province ہے اور وہاں آنے جانے میں problems ہوتے ہیں تو اُنکے لئے vehicles کی فراہمی ایک اہم issue ہے جو اسمیں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہوں گی کہ اس پر توجہ دی جائے۔ دوسری سب سے اہم بات اس وقت جو صورت حال رہی ہے اور ایک بہت ہی افسوسناک واقعہ ہوا ہمارے تعلیمی اداروں میں، یہ اللہ تعالیٰ ان تمام صورت حال سے ہمیں آگے محفوظ رکھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے تمام تعلیمی اداروں کو، والدین کو وہ دینے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو institutions میں بغیر کسی خوف و خطر کے بھیجیں۔ آئے دن ہمیں مختلف threats کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو میری یقیناً ایک suggestion ہے کہ تمام تعلیمی اداروں کو security equipments دیئے جائیں اور اس طرح کامال دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور آنے والی کسی بھی خداخواست God forbid کسی ایسی situation کے حوالے سے۔ health کے حوالے سے بھی بڑے اچھے اقدامات کیتے گئے ہیں اور بہت اچھی بات ہے، health کے حوالے سے میری suggestion یہ ہے کہ ہمارے ہاں بلوج چنان میں خاص طور پر ایک تو general forums پر اسکی نشاندہی کرتے رہے ہیں اور اس وقت خواتین میں Maternity rate بلوج چنان میں سب سے زیادہ ہے، یہ death rate ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ تمام six divisions میں خواتین کے لئے پہلے model hospitals بنائے جائیں، جس سے کوئی load کم پڑیگا اور ڈاکٹروں کی ڈیوٹیاں بھی وہاں لگائی جائیں اور اُنکے بعد اسکو districts level پر لیا جائے تو میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھا اقدام ہوگا اور اُس میں عوام برآ راست اپنے divisions اور districts میں بہت سہولتیں انکو میسر ہوں گی۔ دل کے hospital کے حوالے سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر میں اسکا ذکر ہے میرے خیال میں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسکو تقریباً چار سال پہلے announce کیا تھا لیکن یہ بھی تک معاملہ بہت ہی slow process میں ہے۔ تو میری ایک suggestion یہ ہے کہ ہمارے بہت سارے مریض ہیں، دل کا وہ معاملہ ہے کہ اس کے بغیر انسان تو ایک سینئنڈ بھی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ سینئنڈ سے بھی کم اُس میں اور اُنکے پاس ہمارے پاس کوئی دوسرا option نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگوں کو ہم نے اس طرح گنوادیئے ہیں۔ اور ہمارے

پاس اس طرح نہیں ہوتا ہے کہ بیماری ہے بعد میں ہم کراچی لے جائیں گے لاہور لے جائیں گے۔ اُسے فری طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے تو دل کے حوالے سے ہمارے بلوجستان میں کوئی ایک بھی institute نہیں ہے حالانکہ باقی صوبوں میں دیکھا جائے تو چار چار institutes ہیں تو یہ ایک institute بنا یا جارہا ہے اسکے کام کو expedite کیا جائے تو میرے خیال میں بہت اہم پیش رفت ہو گی۔ اور ہمارے عوام کو اس حوالے سے relief ملے گا۔ پورے بلوجستان میں burn centre نہیں ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! میں نے اپنی last تقریر میں burn centre کی ایک تجویز دی تھی۔ پچھلے کچھ عرصوں سے ہمارے ہاں جو حادثات ہوئے ہیں اُسمیں burn cases بہت زیادہ ہیں صرف بی ایم سی میں ایک چھوٹا سا unit ہے جو کہ ہماری ضروریات کو پوری نہیں کرتا۔ اور جب بھی ایسے حادثات ہوتے ہیں تو جو بھی عوام ہیں انکو کس طرح relief دیا جائے، وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ تو میں نے last year اپنی اسکیم میں دیا تھا لیکن کمی کی وجہ سے شاید وہ اُسکو نہیں کیا جاسکا۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ بلوجستان میں ایک burn centre بنا یا جائے پورے بلوجستان میں centres بنائے جائیں not single in۔ تو یہ جو حادثات ہوتے ہیں اور عام طور پر جو گھر کے واقعات ہوتے ہیں چولھے پھٹ جاتے ہیں اور اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو اُسمیں اُن مریضوں کیلئے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ تو یہ burn centres ضرور ہونے چاہئیں۔ law and order کے حوالے سے جناب اپیکر! میں نے ہمیشہ سے strengthen کیا ہے اپنی forces کو۔ اُنکی قربانیاں ہمارے لیئے قبلی قدر ہیں انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں، اُنکے گھروں کے حوالے سے آپ نے اپنی تقریر میں جو announcement کی ہے۔ it is very good لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اسے مزید strengthen کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ عوام کو بھی civil defence کے حوالے سے بھی strengthen کرنے کی ضرورت ہے تو ایک panic situation ہو جاتی ہے، کوئی شہر چونکہ باقی شہروں کی نسبت چھوٹا شہر ہے تو جب اس حوالے سے اس طرح کی کوئی situation ہوتی ہے تو کسی کو کچھ سمجھنہیں آ رہی ہوتی ہے کہ کس طرح situation کو handle کریں۔ تو یہ women police stations اور civil defence خاص طور پر women کو انصاف کیلئے، یہ پہلے بھی رہے ہیں، پہلے بھی women police stations بنے تھے شکایات درج ہوتی تھیں لیکن اب اُسمیں وہ چیز نہیں نظر آ رہی، تو اسکو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ کوئی بلوجستان کا capital ہے اور اس کی بہت اہمیت ہے، کوئی شہر میں بہت سی چیزیں developed ہوئی ہیں لیکن میں نے

محسوس کیا کہ وہ unplanned developed ہوئی ہیں۔ کوئی شہر کیلئے بلکہ تمام بڑے بڑے علاقوں کے شہر ہیں اُنکے لیے ایک master plan کی ضرورت ہے۔ میں نے جب بھی پوچھا تو وہ master plan کے تحت مجھے کبھی نظر نہیں آیا۔ تو کوئی شہر کیلئے ایک master plan اگر بنایا جائے اور اُسی planning کے تحت ایک development strategy کی ایک گورنمنٹ کی طرف سے۔ اور چونکہ کوئی seismic zone میں بھی آتا ہے کہ کوئی ملکہ کس طرح red-zone میں بھی، جو بھی آفات آتی ہیں تو ہمیں سمجھنے نہیں آتی ہے کہ کوئی ملکہ کس طرح last time disaster کو address کریگا۔ جب earthquakes آتے ہیں تو ہم حیران ہوتے ہیں، اکثر اُس ڈیپارٹمنٹ (PDMA) کو اتنا strengthen نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اب میں سمجھتی ہوں کہ ابھی مون سون کے حوالے سے چیزیں تیزی سے change ہو رہی ہیں اور سیالاب کی پیشگوئی ہے۔ تو اس حوالے سے اگر اس department کو strengthen کیا جائے تو میرے خیال میں کسی مصیبت کے پہنچنے سے پہلے ہم اگر یہ چیزیں کریں تو بہت بڑی تباہی سے ہم نج سکتے ہیں۔ اور جو ہمارے نقصانات ہوتے ہیں، پیسے کے حوالے سے بھی ہماری بچت ہو جائیگی۔ کوئی شہر کے حوالے سے ایک اور بات جو میں کہنا چاہوں گی کہ اس وقت پانی کا، میرے بہت سے ساتھیوں نے ذکر کیا میں خود یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پانی اس وقت یقین کریں کہ تمام ٹیوب و میز کے کنکشن بھی کاٹ دیئے گئے ہیں۔ اور کوئی شہر میں پانی کا اس وقت مسئلہ ہے۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ جی! پانی کی کمی ہو گئی ہے۔ پانی کی کمی ہمیشہ سے رہی ہے۔ لیکن اس وقت واللہ اعلم کیا وجہ ہے کہ ایک ٹینکر دو ہزار روپے میں بھی پانی نہیں پہنچا رہا۔ اور لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ تو پانی کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ کمیٹی بنائی جائے اور اسے ہنگامی بنیادوں پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور واسا کو بھی ہلانے جلانے کی ضرورت ہے کہ وہ ایک ملکہ ہے یا اسکی ذمہ دار ہے، پانی کے حوالے سے تو اسکو بہت ہی زیادہ emergency بنیادوں پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسکے علاوہ اپنے صاحب! میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جو rescue کے حوالے سے ہے۔ میں نے پچھلی گورنمنٹ میں fly-over کے نیچے ایک rescue center تعمیر کیا تھا۔ جسمیں تمام شعبہ جات بنائے گئے تھے۔ لیکن equipments کی کمی اور funds نہ ہونے کی وجہ سے کی فراہمی نہ ہو سکی۔ تو اُسے بھی نفال کیا جائے۔ اور اسی طرح کے تمام centres، equipments میں اور then divisions میں کیئے جائیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ فائز بر گیڈ ایک ہی ہو گا۔

اور وہ جا رہا ہو گا زیارت اور وہی جا رہا ہے لوار الائی بھی۔ وہی جا رہا ہے خضدار بھی۔ تو میرے خیال میں تمام rescue centres پر divisional level بنائے جائیں، تو میرے خیال میں یہ بہت اچھی بات ہو گی۔ وزیر اعلیٰ صاحب! ہماری خواتین آبادی کا نصف حصہ ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ انکے بھی بہت سے issues ہیں، آپ نے اپنی تقریر میں خواتین کیلئے promise کیا کہ انہیں برابری کی سطح پر اور انکے حقوق کیلئے جدوجہد کی جائے۔ جو کہ بہت خوش آئند بات ہے۔ میں اس حوالے سے بھی آپکی بہت مشکور ہوں۔ اور اپنے تمام پارلیمنٹی لیڈرز کی بھی کہ انہوں نے ہمیں جو عزت دی۔ ہم ہمیشہ انکے thankful ہیں گے۔ بلوجستان میں یہ ہمیشہ سے روایات رہی ہیں۔ خواتین کے حوالے سے sir میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت جو دو بڑے مسئلے خاص طور پر ہیں۔ ایک تو میں نے health کے حوالے سے آپکو بتا دیا۔ تعلیم کے حوالے سے بتا دیا۔ ہماری بہت سی ہیں۔ اور working-women کیلئے پورے بلوجستان میں ایک hostel ہے۔ اس کے بھی بمشکل آٹھ کمرے ہیں۔ working-women hostels ہونے چاہئیں۔ اسی طرح ہماری قیدی خواتین جو جیلوں میں ہیں۔ پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے کہ خواتین جیل مردوں کے جیل کے ساتھ ہو۔ یا بچوں کے جیل مردوں کے جیل کے ساتھ ہو۔ یہ واحد کوئی شہر میں، میں آپکے نؤں میں لانا چاہتی ہوں محترم اپیکر صاحب! کہ یہ واحد کوئی شہر میں اور دوسرا جگہوں پر ایسا ہے کہ خواتین کے جیل اور بچوں کے جیل، وہ مردوں کے جیل کے اندر ہیں۔ میں نے last year اپنا ایک project دیا تھا۔ لیکن زین نہ ہونے کی وجہ سے اس issue پر کسی نے کوئی خاص response نہیں کیا۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک اہم issue ہے۔ اور اسکو جتنی جلدی ہو اس جیل سے نکلا جائے۔ کیونکہ وہاں بہت سے خطرناک قیدی ہوتے ہیں۔ اُسکے علاوہ خواتین کو ایک روایتی لحاظ سے بھی اور ہر لحاظ سے بھی، پوری دنیا میں کہیں بھی یہ trend نہیں ہے جو کہ ہمارے اس وقت صوبے میں ہے۔ محترم اپیکر صاحب! ایک اور بات میں آپکے through the ion کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔ کہ ہمارے بزرگ، وہ ہماری زندگی ہیں۔ ہمارے معاشرے کی خوبصورتی ہیں جو کہ آج تک خاص طور پر میں بلوجستان کیلئے کہوں گی، بڑے شہروں میں ابھی بھی صورتحال change ہو گئی ہے۔ اور لوگ مغرب کی طرف جا چکے ہیں۔ لیکن ہم اپنے والدین کی عزت اور احترام جو اس بلوجستان میں خاص طور پر اور interior کی کسی بھی جگہ میں ہے۔ وہ آج تک ہے۔ اور ہمیں اسکو برقرار رکھنا ہے۔ تو آج جو ہمارے بزرگوں کے ساتھ وہ facilitation جو پوری دنیا میں دی جاتی ہے۔ انہیں relief دیتے جاتے ہیں۔ انکے لئے special cards ہوتے ہیں۔

ہپتال وہ جاتے ہیں۔ بیکوں میں دیکھتی ہوں، پنشن کیلئے بزرگ سے بزرگ آدمی، سینٹر سے سینٹر وہ بھی بہت اچھی پوسٹوں پر رہا ہوگا۔ لیکن وہ بچارہ لائن میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور جس کی سفارش ہوتی ہے شاید اُسے جلدی مل جاتی ہوگی پنشن۔ لیکن بوڑھی، بوڑھی خواتین اپنے شوہروں کی پنشن لینے کیلئے دھوپ میں صبح سے شام تک کھڑی ہو جاتی ہیں۔ لیکن انکی پنشن لینے کی باری نہیں آتی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کی بچہوں پر اُنکے لئے الگ سے اقدامات کیے جائیں۔ ریلوے میں کئے جائیں۔ PIA میں کئے جائیں۔ اور انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ انہوں نے ایک زندگی گزاری ہے۔ اُنکا معاشرے میں ایک مقام تھا۔ انہوں نے معاشرے میں خدمات انجام دی ہیں۔ تو انکی families کو بھی یہ احساس ہو کہ ہمیں کوئی respect دی جا رہی ہے۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں انکو جو بھی اقدامات بلوجستان گورنمنٹ کر سکتی ہے، وہ کرے۔ اور اسکے علاوہ ایک old home، بہت سے بوڑھے، آپ ٹی وی پر بہت سے پروگرامز کیتھتے ہیں۔ اُنکے ساتھ کیا حرث ہو رہا ہے۔ بہت پریشانی کا عالم ہے۔ تو میں نے اپنے last fund میں ایک old home دیا تھا۔ اور اسکی تغیر شروع بھی ہو گئی ہے۔ لیکن پھر again میں کہوں گی کہ فنڈ زکی کی کی وجہ سے۔ اور بے آسرالوگوں کے جو کہ بہت سے بچے جو ہیں وہ اپنے parents کو گھروں سے باہر کر دیتے ہیں۔ کوئی سنپھال نہیں سکتا۔ کوئی مریض ہے اُنکے لئے ایک old home کی اسکیم میں نے دی تھی جو کہ تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے۔ لیکن again فنڈ زکی کی کی وجہ سے۔ تو یہ Male اور Female دونوں کیلئے ہونا چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** یہ کہاں بن رہی ہے؟

**محترمہ احیلہ حیدرخان درانی:** جی sir؟ جی! یہ کڈنی سینٹر والی road اُسکے اوپر بن رہی ہے اور وہ تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے۔ یہ بلڈنگ کڈنی سینٹر کے ساتھ ہے۔ اور اسکے لئے ہمیں فنڈ زکی یقیناً ضرورت ہے۔ اسی طرح معذروں کا میں کہوں گی اور یہ ہمارے معاشرے میں ہمیشہ سے ignore رہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیوں؟ حالانکہ انہیں سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے۔ کیونکہ انکو دیکھ کر ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں complete کیا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکردا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور ہم انہیں دیکھ کر یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہر اعضاء ہمارا complete ہے۔ تو انہیں دیکھتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت پورے بلوجستان میں معذروں کا صرف ایک سکول ہے۔ اور وہ بروئی روڈ پر ہے۔ لیکن میں نے اپنے طور سے جتنے بھی فنڈ زدے سکتی تھی انکو دیدیا ہے۔ جتنا بھی سامان دے سکتی تھی میں نے دیدیا ہے۔ لیکن، وہ پورے بلوجستان سے معذروں پچھے وہاں آتے ہیں۔ اُن پر بہت load ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس طرح کے

ادارے تمام divisions میں ہونے چاہئیں۔ اور انکے لئے vehicles بھی میں نے پچھلے عرصے میں دیں۔ لیکن اُسکو مزید strengthen کرنے کی ضرورت ہے۔ اور معدودروں کیلئے۔ پچھلی دفعہ میں بڑی حیران ہوئی کہ معدود بھی نا راض ہو کر اسمبلی کے اندر آگئے اور وہ خفا ہو گئے ”کہ جی! ہماری کوئی نہیں سن رہا“، تو ہم اُنکے لئے جو بھی مراعات ہیں، اپیشل جس طرح بزرگ شہر یوں کیلئے ہوتی ہیں۔ پوری دنیا میں ہوتی ہیں، کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تو ان کیلئے اگر اس طرح سے ہوں، تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔ محترم اپسیکر صاحب! میری ایک تجویز یہ بھی ہے خواتین کیلئے ہماری بہت ہنرمند خواتین ہمارے ساتھ ہیں۔ اور انکو وہ معاوضہ وہ چیزیں نہیں ملتیں۔ آج ہمارے بہت سے فنڈر ختم ہو رہے ہیں ناپید ہو رہے ہیں۔ لیکن انکو انکی محنت کا صلنہ نہیں ملتا جو کہ انکا حق ہے۔ اُس کیلئے ہمیں ایک ایسی جگہ چاہئے، دوسرے صوبوں میں، میں نے دیکھا۔ میں جا کر visits کرتی ہوں۔ ہم نے بڑی کوشش کی کہ ایسی کوئی جگہ بن جائے جہاں ان کیلئے بنس کے موقع ہوں۔ بنس سینٹر ہوں۔ میانا بازار ہیں، کراچی میں دیکھیں، لاہور میں دیکھیں، چھوٹے چھوٹے شہروں میں۔ ایبٹ آباد میں even جا کر دیکھیں کہ وہاں ہنرمند خواتین کیلئے ایسے سینٹر ہیں وہاں وہ جو اپنی کمائی ہے وہ رکھ سکتی ہیں۔ جو اپنی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اس سے کما سکتی ہیں۔ لیکن middle-man کا تصور اس طرح ہے کہ وہ لے جاتا ہے۔ ہماری پستون اور بلوج خواتین انکی جو بنائی ہوئی چیزیں hand-made admire کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں نہیں کیا جاتا۔ وہ اپنی آنکھیں کھو دیتی ہیں۔ اور وہ ہنر، سب سے میرے لئے جو لمحہ فکر یہ ہے، وہ ختم ہو رہے ہیں۔ لوگ چھوڑ رہے ہیں اس ہنر کو۔ وہ تنگ آچکے ہیں۔ نئی نسل کوڑا نسفر نہیں ہو رہا۔ تو اس قسم کے ادارے ہیں جو کہ اُس ہنر کو بچانا چاہتے ہیں، بچارہ ہیں تو اسیں حکومت کی سرپرستی یقیناً بہت اہم ہو گی۔ جناب اپسیکر! youth کے حوالے سے میری تجویز ہے۔ ہمارا مستقبل ہیں۔ ہم نے انکی طرف دیکھنا ہے۔ ان پر جوں کو دیکھنا ہے جو پریشان حال ہیں۔ اور جب تک ہم اپنے youth کو address نہیں کریں گے بلوجستان کے حالات مشکل سے صحیح ہو لگے۔ تو ہم نے اپنے youth کو یقیناً، جو ہمارا سب سے پہلا مسئلہ پیروزگاری ہے۔ اُسکے لئے وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہم نے اپنے آپ سے ایک وعدہ کرنا ہے۔ کہ ہم نے اگر انہیں نوکریاں دینی ہیں، جس کو بھی دینی ہیں، وہ میرٹ پر دینی ہیں۔ اگر ہم میرٹ پر دیں گے تو ظاہری بات ہے کہ talented آئیگا۔ یہ ظاہر ہے بلوجستان کے ہی لوگ ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی بھی قوم youth سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ میرٹ پر آئیں گے تو یقیناً جو ہمارا وعدہ ہو گا، ان لوگوں، ان بچوں تک جایگا

اور وہ آگے بلوجستان کو سنبھالیں گے۔ ہمارے بچوں کے حوالے سے میں نے دیکھا ہے کہ ہم نے زیادہ تر انہیں ایک ٹینکنالوجی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اور لابریری کا تصور بالکل totally ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں نے کتابیں چھوڑ دی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ digital libraries جتنی تیزی سے پورے بلوجستان میں پھیلائی جائیں، computer labs کھولے جائیں۔ جسمیں وہ اپنے علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح میں نے اتنے talented جوان اور لڑکیاں نہیں دیکھیں، جب میں اُنکے مختلف functions میں جاتی ہوں، تو وہ مجھے software بنا کر انہوں نے دکھائے۔ جو انہوں نے بنائے تھے۔ لیکن انکو، اُسکو آگے بڑھانے والا کوئی نہیں ہے۔ اُسکو دکھانے والا کوئی نہیں ہے کہ وہ آگے کیسے اُس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ تو ان بچوں کیلئے اگر software houses ہوں جہاں بیٹھ کر وہ اس چیز کو رکھیں۔ تو یہ ایک بہت اچھا اقدام ہوگا۔ میں نے اپنی طرف سے کوشش کی میرے ذہن میں جو بھی تھا، میں اُس چیز کو سامنے لاوں۔ کوئی شہر کے حوالے سے again میں کہوں گی روڈوں کی بھی بہت بُری حالت ہے۔ fly-overs کیلئے وعدہ کیا ہے۔ لیکن یہ جتنے بھی اعلانات ہوئے ہیں۔ اگر اسیں تیزی لائی جائے اور تیزی سے یہ ہوں۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ Thank you very much. اسپیکر صاحب! بہت شکریہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گے)

**جناب اسپیکر:** شکریہ محترمہ کشور احمد صاحبہ۔

**محترمہ کشور احمد:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ چونکہ اس ایوان میں یہ میری پہلی تقریر ہے۔ اور اسی حوالے سے میں کچھ بتیں بھی کرنا چاہوگی۔ اور بجٹ کے متعلق بھی تاؤگنگی۔ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے قائد ایوان ڈاکٹر مالک بلوج کو مبارکباد پیش کرتی ہوں، جو بلا مقابلہ اس ایوان میں منتخب ہوئے۔ اور خصوصاً اپنی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر، صوبائی صدر، محترم نواب شاہ اللہ زہری صاحب کو فراغدی سے داد دیتی ہوں، جنہوں نے اپنے ایوان میں اکثریتی پارٹی ہونے کے باوجود بلوجستان کے معروضی حالات کے پیش نظر ایک عظیم قربانی دیکریشنل پارٹی کے سربراہ جناب ڈاکٹر مالک صاحب کو اس ایوان کا قائد منتخب کیا۔ اور آج میں اس ایوان میں اور جو آج ہمارے درمیان میں اس قائد ایوان کی صورت میں موجود ہیں۔ اسکے علاوہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے دوسری پارٹیوں کے قائدین کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جناب اسپیکر! بجٹ 14-2013ء میں خصوصاً ملازمین کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اور ترقیاتی فنڈز کے استعمال میں ماضی کی غلطیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں یہ امید کرتی ہوں کہ بجٹ

14-2013ء بلوجستان کی محرومیوں کا کچھ نہ کچھ ازالہ ضرور کر گیا۔ میں قائد ایوان سے گزارش کرتی ہوں کہ بلوجستان میں امن و امان پر خصوصی توجہ دی جائے۔ کیونکہ اس وقت بلوجستان کے جو حالات ہیں وہ بہت ناگفعتہ ہیں۔ اور اسی میں امن کی زیادہ ضرورت ہے۔ چونکہ کسی بھی صوبے یا کسی بھی ملک میں جب تک امن و امان قائم نہیں ہوگا اُس وقت تک وہاں کے عوام خوش نہیں رہ سکتے ہیں۔ بلوجستان کے عوام نے جس اعتماد سے یہ عوامی نمائندے منتخب کئے ہیں اور عوام نے جس اعتماد کا اظہار کیا ہے، بلوجستان میں ترقی اور خوشحالی اسی صورت میں آسکتی ہے کہ بلوجستان میں یہ قائدیں اور منتخب ایوان اُنکی اُمگوں پر پورا اتریں گے۔ بلوجستان کے عوام نے پچھلی ایک دہائی میں کافی پریشانیوں کا سامنا کیا ہے۔ اور آج ہمارے کندھوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے تاکہ ہم اُنکی محرومیوں کا ازالہ کر سکیں۔ میں سردار بہادر خان یونیورسٹی کے دھماکے میں شہید ہونے والی بچیوں اور ڈی سی کوئٹہ، عبدالمحصود خان کا کڑکی مغفرت کیلئے بھی دعا کرتی ہوں۔ اور انکے لواحقین کے ساتھ بھی بھگتی کا اظہار کرتی ہوں۔ میں تمام منتخب ارکین اسمبلی، صوبائی وزراء نواب ثناء اللہ زہری صاحب، نواب محمد خان شاہوی صاحب اور عبدالرحیم زیارتوال صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** thank you. چلیں آپکی اسم اللہ ہو گئی تقریر سے۔ انشاء اللہ آپ مستقبل میں زیادہ involve ہو گے۔ میں نے بھی اسی طرح سیکھا تھا، پہلے۔ جب پہلی تقریر میں کرہا تھا تو میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ تو پھر آدمی کوتین، تین آدمی نظر آتے ہیں اُس وقت۔ تو پھر آدمی ان چیزوں سے نکل کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ رحمت بلوج صاحب!

**جناب رحمت علی بلوج:** جناب اسپیکر! شکریہ آج آپ نے مجھے موقع دیا۔ ویسے ہی میرے ساتھ ایک زیادتی ہو رہی تھی میرے حلقتے میں، تھوڑا احتجاج کروں floor پر۔ جب سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں، مجھے آپ نے موقع نہیں دیا ہے۔

**جناب اسپیکر:** وہ آپکو ابھی تک وہ کوڑوں کے پھیرے ہی لگا رہے ہیں، آپکے دوست، وہ ادھر ہم اور آپکو بیٹھنے ہی نہیں دیتے۔ چلیں اسم اللہ کریں۔

**جناب رحمت علی بلوج:** جناب اسپیکر! budget speech شروع کرنے سے پہلے میں آپ سے ایک request کرتا ہوں کہ MPA's Hostel ایک خطرناک حد تک، اس طرح ہے کہ نہ تو کوئی security system ہے، نہ آنے جانے کا کسی کو پتا چلتا ہے، کون کیا ہے؟ kindly میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہاں visitor cards متعارف کرائے جائیں۔ تاکہ جتنے لوگ ہم سے ملنے آتے ہیں۔ بہت خطرناک حد

تک آگیا ہے، ابھی کوئی میں کوئی حادثہ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسکے بعد میں سب سے پہلے کوئی کا جو ساختہ ہوا تھا، ہمارے طالب علموں پر، Women University کے students پر۔ میں شدید الفاظ میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں۔ اور میں افسوس کے ساتھ، ان لوگوں سے، بلکہ اپنے لوگوں سے، civil society، انسانی حقوق کے علمبرداروں سے احتجاج کرتا ہوں، media کے through media کا ایک ملالہ یوسفزئی پر جو حملہ ہوا تھا، ان لوگوں نے پوری دنیا کو سر پر اٹھایا تھا۔ لیکن 13 خواتین، 2 اسٹاف نرسرز، ڈپٹی کمشنر، انکی شہادت پر۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) آج میں حق بجانب ہوں کہ media کو بھی، میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ کوئی خاموشی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ کے خلاف یہ ایک بڑی سازش تھی۔ غالباً ایک دھمکی تھی۔ جناب اسپیکر! budget speech سے پہلے میں ان الفاظ سے اپنی speech شروع کرتا ہوں۔ ”آسمان جلتی زمین پر نہیں آنے والا۔ اب کوئی اور تغیر نہیں آنے والا۔ پیاس کھتی ہے چلو ریت نچھوڑی جائے۔ اپنے حصے میں کوئی اور سمندر نہیں آنے والا۔ اب اب اپل کی شکل، ہم ہی آئیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ تعداد میں کم آئیں گے“ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے اس ایوان کو، معزز اراکین کو، اپنے فائدے کو، دل کی گھرائیوں سے، جو ان لوگوں نے بلوجستان کے عوام کی ترجمانی کی، اس budget speech میں جناب ڈاکٹر صاحب نے جو، ہم اعلان کیا، میں اُسکی تعریف کرتا ہوں دو تحسین پیش کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں مادری زبانوں میں تعلیم رائج ہوگی۔ جو کہ یہ ایک دریینہ مطالبہ تھا۔ ہمارے لوگوں کا، ہمارے عوام کا۔ جناب اسپیکر! پچھلے ادوار میں، آپ کو یاد ہے۔ آپ بھی یہیں ہمارے ساتھ تھے، مجرم تھے۔ جو ہم لوگوں نے یہاں resolution لائی۔ اُسی تسلسل کو جو نواب شہید اکبر خان بکھٹی نے رائج کیا تھا، بلوجی زبان کو، اُسکو برقرار رکھنے کیلئے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ ہمارے یہاں حکومت میں بیٹھے بہت سے لوگوں نے اُسکی مخالفت کی۔ لیکن آج ہمیں یہ خوش ہوتی ہے کہ ہمارے لوگوں کا جو دریینہ اور بنیادی اور ایک حل طلب مسئلہ تھا، آج اس حکومت نے رائج کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسکے بڑے اچھے اور ثابت اثرات پڑیں گے۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! جہاں تک بلوجستان اور بلوجستان کی پسمندگی، یہاں کے عوام کی بدحالی اور عوام ایک غیر یقینی کیفیت کا شکار ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بجٹ سے یا جس طرح بھی ہو، اس طرح جلدی مسائل حل نہیں ہوں گے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ان دوستوں سے کہ ہم ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کرتے ہیں کہ کوئی بار بار اس بجٹ پر بات کرے اور انہیں کی بات کرے۔ میں ان سے، اُس موصوف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جناب والا! آج آپ کو یہ ساری چیزیں نظر آ رہی ہیں کہ انہیں اہے۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گزشتہ اٹھارہ

سال سے اقتدار پر براجمان انہی لوگوں نے جو کالی عینک لگائے تھے۔ اور کال کوٹھڑی میں بیٹھ کر انکو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میرے خیال میں شاہد آج انکو یہ تمام مسائل یاد آ گئے ہیں۔ ہم بھی چلاتے تھے۔ ہم بھی ادھر پیشے تھے۔ کہ لوگ مر رہے ہیں۔ لوگ پس رہے ہیں۔ پورا صوبہ ایک بارود کے ڈھیر پر کھڑا ہے۔ لیکن کوئی سننے والا نہیں تھا۔ یہی لوگ، تمام محکموں سے لیکر۔ سب اٹھا رہ، اٹھا رہ سال براجمان رہے۔ لیکن انکو یہ یاد نہیں آیا کہ عوام کا کیا حال ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب اپسیکر! الفاظ کی ہیر پھیر سے پندرہ سال کی گندھ کو کسی اور کے سر پر تھوپنا، یہنا کام کوشش ہے۔ ہم یہ ہرگز قبول نہیں کریں گے کہ کسی کے پندرہ یا گزشتہ اٹھا رہ سال کی گندھ کو ہم اپنے سر پر ایک ہفتے میں لے لیں، یہ الگ بات ہے۔ انشاء اللہ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ عوام کی جو غیر یقینی کیفیت ہے، غیر یقینی صورتحال ہے اُسکو دُور کرنے میں اس حکومت کی ایک بڑی کوشش ہو گی۔ ہم welcome کرتے ہیں ان دوستوں کو، جو تقدیم برائے تعمیر کریں، ہم اپنی اصلاح کریں گے۔ کیونکہ ہم نے پروش حاصل کی ہے ان اداروں سے، ان سیاسی پارٹیوں سے، ہم تو اسی تقدیم برائے تعمیر سے گزرے ہیں۔ لیکن تقدیم برائے تقدیم، اُسکا جواب دینا بھی ہمیں آتا ہے کہ ہم کہاں سے پرداہ اٹھالیں اور کن چیزوں کی نشاندہی کریں۔ جناب اپسیکر! اس حکومت کی جو تعلیم و دستی کا ثبوت ہے۔ اس حکومت نے جو تمام اداروں کی فعالیت کی بات کی ہے۔ جناب اپسیکر! آپکے گزشتہ دس سال سے بلوجستان میں جتنے ادارے تھے وہ تمام system collapse تھے۔ انتظامی ڈھانچے نہیں تھا۔ میرٹ نہیں تھا۔ seniority اور ان چیزوں کا کوئی خیال ہی نہیں رکھتا تھا۔ تمام جو بنیادی انسانی ضروریات ہیں، ان پر کسی کی ترجیحات نہیں تھیں۔ ترجیحات صرف جیب تھیں۔ personal pocket money، آپکو یہ پتا ہے جناب اپسیکر! بخوبی۔ اگر ان چیزوں کی نشاندہی میں اس floor پر کر رہوں، آج بلوجستان کے تمام عوام کو ہر اس شخص کو، ایک ایک پائی کا پتا ہے کہ کہاں خرچ ہوا ہے۔ جناب اپسیکر! انہی دوستوں نے پہلے آدوار میں بار بار، ہر سال بجٹ پیش کر کے ترقی اور میزانیہ اور برابر کے بجٹ کی بات کرتے تھے۔ لیکن آج ہمیں زمین پر نظر کچھ نہیں آ رہا ہے۔ اگر فضائی اسکیمیں تھیں وہ فضاء میں قائم ہیں، وہ الگ ہیں۔ لیکن سرزی میں بلوجستان میں سوائے کچھ دوستوں کے ان لوگوں نے جو کام کیتے ہیں، اسکے علاوہ، اب میں انکی نشاندہی آگے جا کر کروں گا کہ rule of business سے ہٹ کر، تمام جو عوامی امانت ہیں، تمام جو ترقیتی فنڈز کے نام پر جو لوٹ مارا لوٹ کھسوٹ ہوئی ہے، اسکا جواب دہ کون ہے؟ جناب اپسیکر! آج ہم اس floor پر جواب دہ ہیں۔ ہمیں یہ پتا ہے۔ اگر ہم آج الفاظ کی ہیر پھیر کریں، کل ہم نے عوام کو جواب دینا ہے۔ کیونکہ انہی عوام سے ایک عام لوگوں سے ہمارا تعلق ہے۔ اور ہم اپنی قوت عوام کو سمجھتے تھے۔ کل بھی سمجھتے تھے آج بھی سمجھتے ہیں۔

کل بھی عوام کے پاس جائیں گے۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں موجودہ حکومت، موجودہ ایوان کو کہ ان لوگوں نے تعلیم کے حوالے سے جو گزشتہ ادوار میں 4.22% تھا، اُسکو بڑھا کر 23.12% کیا ہے۔ اس پر کوئی سوال اٹھایا نہیں جاسکتا۔ یہ ایک ثبوت ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تعلیم یافتہ، لکھاڑھا بلوج چنان ہو۔ صحت کیلئے 2.63 تھا۔ ابھی بڑھا کر 9.21 کر دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی کا قیام۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ اس پر صوبائی حکومت اور ڈاکٹر صاحب کا جو ایک team-work ہے اُس پر ہم عملدرآمد کریں۔ ہم لوگوں کو یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ ہم لفظوں کی ہیر پھیر کی بجائے ہم لوگوں نے جو یہاں پیش کیا ہے، لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے۔ جو اپنے election manifesto کو دیکھ کر۔ ہماری جو coalition پارٹیاں ہیں۔ ان لوگوں نے ظاہر ہے سر جوڑ کر یہ بجٹ جو بنایا ہے، یہ ایک مثالی بجٹ ہے۔ میں ان تمام دوستوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ماہی گیری کے شعبے کو، جس سرزی میں سے ہمارا تعلق ہے۔ وہ سونا اور چاندی اُگلتی ہے۔ لیکن ہماری پسمندگی اور غربت کو دیکھیں، میرے خیال میں غربت کی لکیر سے ہم بالکل نیچے ایسے چلے گئے ہیں کہ آج ایک وقت کی روٹی کیلئے ہمارے لوگ ترس رہے ہیں۔ آج اُس مزدور کو وہ معاوضہ نہیں ملتا ہے جو ٹھیکیاری سسٹم نے تباہ کیا ہے۔ وہ ایک وقت کی روٹی کیلئے ترس رہا ہے۔ عام عوام جو تعلیم کیلئے بے چین ہیں کہ اپنے بچوں کو بڑھائیں۔ ہماری یہ کوشش ہو گئی کہ ہمارے جتنے resources ہیں، سات سوتھر کلو میٹر سمندر جس قوم کے پاس ہو، وہ کسی کا محتاج نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس پر عملی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ جناب اسپیکر! چاہے کوئی تنقید کرے، اس زہر کے پیالے کو ہم لوگ پینے کیلئے تیار ہیں۔ جہاں تک بلوج چنان اور یہاں کے عوام، یہاں کے نوجوان طبقے کا تعلق ہے، انکو زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں ہم فراہم کریں گے۔ ہماری یہ کوشش رہی گی اور ہماری یہ دلی خواہش ہے۔ جناب اسپیکر! ماہی گیری کے شعبے کو 185% بڑھا کر، ایک مثالی کا کردار ہے۔ تین سو نئے پرائمری سکولز، تین سو پرائمری سکولوں کو ٹیلی یوں تک۔ تین سو ملیل یوں سکولوں کو ہائی یوں تک آپ گرید کرنا، میرے خیال میں اس سے ایک انقلابی تبدیلی آئیگی۔ جناب اسپیکر! میری ایک گزارش ہو گی قائد ایوان سے کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد آرٹیکل A-25، جو نافذ ہوا ہے، اُسکے تحت تمام صوبوں میں مفت تعلیم کی فراہمی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، گزشتہ دو حکومت میں جنکا فوکل پر سن تھا، یونیکو نے ایک پروگرام رکھا تھا۔ ہم لوگ جب کئے تھے وہاں اُس پروگرام میں۔ 25 ارب روپے sir ہڑپ کیے گئے، مفت تعلیم کے نام پر۔ ایک تو مصیبت یہ ہے کہ بلوج چنان میں وقت پر کتابیں مہیا نہیں کی جاتی ہیں سکولوں میں۔ جناب اسپیکر! مفت تعلیم کا یہ معنی کبھی بھی نہیں ہے۔ قطعاً کہ آپ کہتے ہیں ”کہ صرف میں کتابیں دیتا ہوں۔ آپ کوئی

nutrition programme رکھ رہے ہیں۔ آپ کو والدین کو awareness دینا ہے۔ آپ نے تمام اساتذہ کو ٹریننگ دیتی ہے۔ آپ نے تمام دور راز علاقوں میں اساتذہ کو سہولت اور الاؤنسز اور تمام سفری خرچے دینے ہیں۔ تو اُسمیں جا کر آپ اس آرٹیکل کو نافذ کر سکو گے۔ اُس پر عملدرآمد کر سکو گے۔ لیکن افسوس کے ساتھ 25 ارب روپے گزشتہ گورنمنٹ میں ہڑپ کیے گئے ہیں، مفت تعلیم کیلئے۔ ہمارے اسکولوں کی حالت وہی ہے جو پہلے کھنڈرات کی شکل پیش کر رہے تھے۔ جناب اپسیکر! اگر اس بجٹ پر کوئی تقید کرے، گزشتہ ادوار میں corruption کے دواڑھے پالے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں کہ corruption کا سب سے بڑا سرچشمہ وہ BDA تھی۔ اور دوسرا جوان لوگوں نے urban development کے نام پر جو لوٹ مار اور corruption کی، اسکا جوابدہ کون ہے؟ جناب اپسیکر! اربوں اور کھربوں روپے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس حکومت نے اس بجٹ پر کوئی بھی ذی شعور اس بجٹ کو اٹھایا۔ تمام جو اجتماعی بنیادی ضروریات کی اسکیمات اُسمیں شامل ہیں۔ لیکن ہم نے یہ کبھی نہیں سنایا۔ اور کفن اور قبرستان کے پتھروں کے نام پر چار، چار کروڑ کی اسکیم دی گئی ہے۔ urban development میں۔ کفن چور، اندازہ لگائیں، کفن چور، نام نہاد عوامی نمائندوں کے ذریعے جس طرح بلوجستان کی دولت کو، عوامی امانت کو لوٹا گیا ہے، اسکا جوابدہ کون ہے؟ جناب اپسیکر! ہم نے کل بھی اس floor کو عوام کیلئے استعمال کیا ہے۔ ہم آج بھی عوام کی وکالت کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں کوئی قباحت نہیں ہے ہمیں کوئی ڈر نہیں ہے کہ ہمارے پیچے فائلیں کھلیں گی۔ ہم نے خدمت کی عوام کیلئے، نیک اور خلوص سے۔ ہم نے آج بھی کی اور کل بھی کرتے رہیں گے عوام حق بجانب ہیں کہ ہم اپنی عدالت میں پیش ہوئے۔ وہ ایک ایک پانی کا حساب ہم سے لے لیں۔ جناب اپسیکر!

acceptance of percentage کے BDA اور urban development کے نام پر، جو کا کرایہ اور تمام اخراجات برداشت کیے جاتے تھے۔ آیا یہ مذہب میں جائز ہے کہ آپ کس کے کھاتے میں جنچ پر جا رہے ہیں۔ آپ کلکٹ اور ویزہ، بندوبست، رہائش، سارے وہی سے ہوتے ہیں۔ آج اگر کوئی اس گورنمنٹ میں ایک ہفتہ پورا نہیں ہوا ہے، تقید کریں۔ یہ تمام چیزیں واضح ہیں، ہر ایک کو پتا ہے۔ جناب اپسیکر! یہاں ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں، یہ بھی پچھلے ادوار میں رہے ہیں۔ میرے خیال میں کسی کی کوئی جائیداد یا بزنس باہر نہیں ہے۔ لیکن کچھ دوستوں کے جو flats، لندن اور سعودیہ میں جو بزنس ان لوگوں نے shift کیا ہے۔ آج سرزی میں بلوجستان، بلوجستان کے عوام یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ انکا احتساب کیا جائے۔ جوابدہ کون ہے یہاں؟ ہر ایک آ کر اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہے اور جا کر آرام سے میٹھ کر بزنس کرتا ہے۔ آخر ہم سیاسی پارٹیوں سے تعلق

رکھتے ہیں۔ ہم ذمہ دار ہیں۔ ہم ان عوام کے ذمہ دار ہیں، جو ہمیں منتخب کر کے یہاں لائے ہیں۔ ہم اس سرزی میں کے لوگوں کے ساتھ، ہمیں افسوس یہ ہوتا ہے کہ یہاں کے منشیر صاحب اُن صرف ایک ایک یو نین کو نسل تک محدود تھے۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ بحثیت سینئر منشیر ہوتے ہوئے آپ نے صوبے کے کو نئے ضلع کا دورہ کیا تھا؟ ہمیں یہ دلکش ہوتا ہے کہ Minister Health سے لیکر Minister Education تک، تمام اپنے حقوق تک محدود تھے۔ کوئی ان غربیوں کا پُرسانِ حال نہیں تھا ”کہ میں نصیر آباد جا کر دورہ کروں“ کوئی ان غربیوں کا پُرسانِ حال نہیں تھا ”کہ بحثیت منشیر موئی خیل جا کر دورہ کروں“ کوئی ان استوڈنٹس کا، ان نوجوانوں کا پُرسانِ حال نہیں تھا، جو ماہیوی کا شکار ہیں۔ ”میں جا کر بارکھاں اور گواڑتکَ دورہ کروں“ جناب اپیکر! ہمارا جو عزم ہے، پُر خصوص، عوامی توقعات کے مطابق ہو گئے انشاء اللہ۔ جناب اپیکر! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ floor، یہ ایوان، جو corrupt لوگ ہیں، جن لوگوں نے لُٹ کھوٹ کی ہے، اُنکے خلاف باقاعدہ طور پر resolution لا کیں اور یہ مطالبہ کریں ان ادروں سے کہ انکا احتساب کیا جائے۔ جناب اپیکر! میں مختصر کرتا چلوں۔ سب سے پہلا میرا مطالبہ یہ ہے قائد ایوان سے، میرانی ڈیم کے جو متاثرین ہیں، اُنکے معاوضے سے جن لوگوں نے Bank accounts کھول کر، جو اور پیسے کیا جائے کہ اُنکا حساب لیا جائے۔ جناب اپیکر! میں اب اپنے حلقہ انتخاب کی طرف آتا ہوں۔ بلکہ میں صرف محدود نہیں ہوں اپنے حلقہ انتخاب تک۔ میں ایک سیاسی کارکن، سیاسی استوڈنٹ ہونے کے ناطے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ لکپاس سے اُس طرف آپ جائیں گواڑتک آپکو کوئی سڑک نظر نہیں آتی ہے۔ اور جس حلقے سے میرا تعلق ہے، وہاں زندگی کے آثار ختم ہو گئے ہیں۔ جناب اپیکر! افسوس یہ ہوتا ہے کہ یہاں تمام سیکرٹریز موجود نہیں ہیں۔ آپکے letter جانے کی ضرورت نہیں ہے، قائد ایوان کو۔ آپ رولنگ دے دیں کہ آدھے گھنٹے میں تمام سیکرٹریز ادھر پہنچ جائیں۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہم لوگ ایک civil-war، ایک جنگ لڑ کر آئے ہیں۔ ہمارے لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ہم اسلئے نہیں آئے ہیں کہ ہم جا کر کل نالی بنا جائیں اور سینئٹ کریں۔ ہم اسلئے نہیں آئے ہیں کہ کل میں اُس بڑے ٹھیکیدار کو لاوں جو میری ترجیحات کو وہ protect کرے۔ میں اسلئے آیا ہوں میں change چاہتا ہوں۔ میں اپنے لوگوں کی فلاج و بہبود چاہتا ہوں۔ میں عوام کیلئے کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اسلئے آیا ہوں کہ ان نوجوانوں کو ماہیوی سے نکال لوں۔ جناب اپیکر! آج افسوس ہے کہ سیکرٹری صاحب اُن پابند نہیں ہیں۔ اس طرح نہیں ہو سکتا ہے۔ اس طرح حکومتیں نہیں چل سکتی ہیں۔ جناب اپیکر! جس حلقے سے میرا تعلق ہے میں سیکرٹری صحبت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں گزشتہ آٹھ سال سے میرے

ہسپتال میں کتوں کے علاوہ بندے نظر نہیں آتے ہیں۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں میرے district سے جتنے ڈاکٹروں کا تعلق ہے، انکی List مجھے provide کریں۔ اور انکو پابند کریں کہ جا کر duty دے دیں۔

جناب اسپیکر! جہاں تک پولیس کا تعلق ہے، میرے حلقے میں ٹھیکیاری system پر چل رہی ہے۔ مصیبت بیہاں تک، افسوس صد افسوس کہ پولیس کی لوٹ مار، چیک پوسٹوں کے نام پر کچھ لوگوں نے اپنی ذاتی چیک پوسٹیں لگا کر لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ آج انتظامی ڈھانچے مفلوج ہو کر رہ گیا ہے، اُس سے ہم کیا موقع رکھیں گے؟ ہم لوگوں کے ہمراوے سے کوئی طرح برقرار رکھ سکیں گے؟ جب تک میں اپنے حلقہ انتخاب کو ٹھیک نہ کر سکوں تو باقی ضلعوں کے لوگ مجھ سے کیا موقع رکھیں گے۔ جناب اسپیکر! WHO کی رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ اموات زچگی اور بچگی کے دوران پنچگور میں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے، میں قائد ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پنچگور درمیان میں پسا ہوا ہے۔ پنچگور، تربت جاتے ہوئے بیس گھنٹے لگتے ہیں۔ کراچی جاتے ہوئے بائیس گھنٹے لگتے ہیں۔ کوئی آتے ہوئے اٹھا رہ گھنٹے لگتے ہیں۔ جناب والا! جیسے ایم بولنس میں جس مریض کو refer کیا جاتا ہے، وہ پندرہ کلومیٹر بعد اسکی موت واقع ہو جاتی ہے۔ وہ مر جاتی ہے۔ وہ اسی لئے کہ roads نہیں ہیں۔

جہاز نہیں ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ PIA کے Chairman کو پابند کریں، باقاعدہ طور پر کوئی ٹو پنچگور، کراچی ٹو تربت کیلئے Chairman کو پابند کیا جائے ”کہ ہمیں جہاز کی سہولت دی جائے، تب تک کہ ہماری roads نہیں“ جناب اسپیکر! جس حلقے سے میرا تعلق ہے، وہ ایک زرخیز سر زمین ہے۔ وہاں ہر موسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں، جہاں کھجور سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ quality کے انار، انگور، تربوز اور خربوز ہے، تمام چیزوں سے۔ باقی سبزیاں، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، ایران سے ہمیں بھلی مہیا کی جا رہی ہے۔ لیکن ہمارے جو دیہات ہیں، ہماری جو زرعی زمینیں وہ ابھی تک کھنڈرات ہیں۔ ہمارے لوگ اپنے خرچے پر جو ٹیوب ویل چلا رہے تھے۔ آج ایران بارڈر بند ہونے کی وجہ سے ڈیزل مہنگی ہونے کی وجہ سے، وہ سارے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ لوگ بیروزگار ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان تمام علاقوں کا especially time especially قائد ایوان وفاقی حکومت سے باقاعدہ طور پر مطالبہ کرے کہ ان تمام علاقوں کی زرعی زمینیوں تک بھلی پہنچائی جائے۔ اور ان علاقوں میں صحت، تعلیم، زراعت، جن کی وہاں کمی ہے، لوگ ماہی کا شکار ہیں، وہاں انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ میں یہی امید رکھتا ہوں۔ میں زیادہ time نہیں لیتا ہوں۔ میں نے بہت زیادہ time لیا۔ باقی دوستوں کا حق ہے، انکا right ہے کہ اپنے عوام کی ترجمانی کریں۔ جناب اسپیکر! میں انتہائی آپکا تہہ دل سے شکر گزار

ہوں۔ اور اسی شاعری کے ساتھ میں اپنی speech ختم کرتا ہوں۔ ”وہ جو کہتے ہیں کہ بسائے ہیں بیباں ہم نے۔ ان سے پوچھو کہ اجڑے ہیں گلستان کس نے“، والسلام۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** حجی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قادم ایوان) میں Opposition Leader مولانا واسع اور اسکے ارکین کا انہماً مشکور ہوں کہ وہ بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں آئے ہیں۔ ہم نے اس ایوان کو ایکھنر کا وہ میدان سمجھیں جو عوام آکر وہاں اپنے مسائل اور مشکلات پر بات کرتے تھے۔ انشاء اللہ آپکے ہر ثبت کام کی ہم قدر کریں گے۔ اور جو تنقید کریں گے، وہ سراں نکھوں پر۔ اور جہاں جہاں ہم ضرورت محسوس کریں گے اُسکیوضاحت کریں گے۔

Thank you very much.

**جناب اسپیکر:** شکریہ حجی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 24 / جون بوقت 11:00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس دو پہر 1 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

”ختمن شد“

